[illegible]

سرکار کا دربار

یعنی

خدا کے پیارے، دو عالم کے سردار، ہمارے سرکار

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاک حالاتِ حیات

از

الیاس احمد مجیبی

منشی عبد القادر تاجر کتب و مالک اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹر چار مینار

مطبوعہ

اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹر چار مینار حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۵۰ھ

مضامین کی فہرست

بسم اللہ

دُربارکا سلام

(از مولانا عبد الماجد صاحب بی۔اے۔ دریابادی ایڈیٹر "سچ" لکھنؤ)

مولانائے محترم و مکرم نے جس فراخ دلی سے میری محنت کی داد دی ہے اس نے خصوصاً اور ملک کے دوسرے علما اور اہل تنقید نے عموماً جس طرح میری ہمت بڑھائی ہے، میں ان سب کا اور دوسرے بزرگوں اور دوستوں کا بادب شکر گزار ہوں اور بدل ممنون جنہوں نے وقتاً فوقتاً مجھے مفید مشورے دئے اور کتاب کی اشاعت میں معقول دلچسپی لی۔

(مؤلف)

مسلمان بچوں کو اگر بڑے ہو کر بھی مسلمان رہنا ہے تو لازمی ہے ہی ہے ان کے دل میں اسلام کی محبت اور اسلام کا پیام لانے والے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت قائم ہو جائے۔ اور اس محبت و عظمت کی بنیاد جھوٹی کہانیوں اور فرضی افسانوں پر نہ ہو بلکہ کھری سچائیوں اور ٹھوس حقیقتوں اس کا ذریعہ اچھے بزرگوں کے فیض صحبت کے بعد کتابیں ہی ہو سکتی اردو میں بچوں کے لائق اس قسم کی کتابوں کی تعداد اب تک بہت

کام دیکھنے میں کچھ ایسا کٹھن نہیں لیکن اب تک جنہوں نے قلم اٹھایا یا تو ان کے دلوں میں درد و محبت کی کسک موجود نہ تھی اور یا دماغ کو تاریخی حقیقتوں کی قید گوارا نہ ہوئی پھر اگر دونوں باتیں جمع ہو بھی گئیں تو بوڑھا آدمی بچوں کی زبان میں باتیں کرنے کے لئے خود کہاں سے بچہ بن جائے۔

مجیبی صاحب کی اس خدمت کو خدائے کریم حسن قبول عطا کرے کہ انہوں نے ضرورت کے مطابق اس رسالہ کو ترتیب دیا۔ وہ سرکار کے دربار میں حاضر ہوئے ہیں، تو تنے ہوئے جسم اٹھی ہوئی گردن چڑھی ہوئی مونچھوں کے ساتھ نہیں، بلکہ آنکھیں نیچی کئے ہوئے، ہاتھ ادب سے باندھے ہوئے اور خود سراپا عقیدت و نیاز بنے ہوئی ساتھ ہی یہ بھی دھیان ہے کہ دربار صادقوں کے اس سرکار امینوں کے اس سرور راستبازوں کے اس تاجدار کا ہے کہ جس کے وجود پر خود صداقت و امانت کو فخر! راستبازی اور سچائی کو ناز ہے اس لئے لب پر احتیاط کی مہر لگی ہوئی ہے اور قلم ہے کہ مبالغہ کی ادنیٰ جنبش سے بھی لرز رہا ہے زبان صاف و سادہ، سلیس و شگفتہ اور طرز بیان بچوں اور جوانوں اور بوڑھوں سب کے لئے دلچسپ۔

خداوند کریم مؤلف کو اس سے بڑھ بڑھ کر خدمت اسلام کی توفیق نصیب کرتے رہیں (آمین)

دریاباد   عبدالماجد

(۱) سیرۃ نبوی پر اردو میں بیسیوں کتابیں موجود ہیں مگر کم ایسی ہیں جو حسن سیرت و واقعات تاریخ کے التزام کے ساتھ سلیس و شگفتہ زبان میں لڑکوں اور

لڑکیوں کے لئے موزوں ہوں مجیبی صاحب نے یہ رسالہ اس کمی کو پورا کرنے کو لکھا ہے اور اپنے مقصد میں کامیاب رہے ہیں...... کتاب ہر حیثیت سے قابل داد اور کم استعداد رکھنے والوں کے لئے قابل مطالعہ ہے مسلمان بچوں اور بچیوں کے حق میں یہ کتاب ایک نعمت ہے اور کوئی مسلمان گھرانا جس میں اردو پڑھنے والے لڑکے اور لڑکیاں ہوں، اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہئے۔

۲۔ سیرت نبوی پر چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں لیکن شاید ہی کوئی ایسی ہو، جو صاف و سادہ زبان میں بچوں کے پڑھنے کے قابل ہو، اور واقعات بھی جس میں حتی الامکان صحیح صحیح بیان کئے گئے ہوں، خوشی کی بات ہے کہ یہ سعادت الیاس احمد صاحب مجیبی کے حصہ میں آئی۔ وہ نہ تو کوئی مذہبی مقتدا، عالم دین ہیں اور نہ اردو کے مصنف و ادیب لیکن اللہ پاک اپنے کام جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے اس نے اس خدمت کے لئے ان کو چن لیا...... صرف زبان ہی سلیس و سادہ نہیں بلکہ انداز بیان بھی لڑکوں کے لئے دلکش ہے اور ادب و احترام کا سررشتہ کہیں بھی ہاتھ سے جانے نہیں پایا ہے...... مسلمانوں کا کوئی گھرانا جس میں لڑکے اور لڑکیاں تعلیم پانے کے قابل موجود ہوں، اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہئے کتاب کا مطالعہ لڑکوں کے علاوہ بڑے بوڑھے مردوں اور بڑی بوڑھی عورتوں کے لئے بھی مفید ہوگا

(۱-۲)۔ یہ دونوں تبصرے ہمدرد (دہلی) جلد ۵ نمبر ۲۳۲) اور سچ (لکھنؤ) جلد ۴ نمبر ۳۱ میں بالترتیب مولانا ہی کے قلم سے نکلے تھے۔

پیشکش

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْمُکَرَّمِ

یہ بندۂ عاجز و عاصی اپنی فرصت کے اُن پاک از مکروہات لمحوں کی ناچیز کاوش، جن میں صرف ایک ہی مقصدِ خیال پیش نظر رہا شہنشاہ کونین حبیب خدا شفیع عاصیاں غریبوں کے ڈھارس، محتاجوں کے سہارے بے کسوں کے حامی، دوعالم کے سردار، اپنے سرکار کے دربار میں بکمال عجز و اخلاص ھدیہ لایا ہے۔ کیا عجب کہ ع

خطا کار سے درگزر کرنے والا

وہ مولیٰ مجھ گدائے بے نوا کو نوازے، میرے گناہوں کا بوجھ ہلکا کردے اور مجھے اپنی آغوش رحمت میں چھپا لے ع

ان کو چاہا ہوں کہ جنھیں چاہ کے سب کچھ مل جائے

محتاج کرم

بندۂ عاصی مجیبی عفا عنہ اللہ العلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

سرکار کا دربار

(۱)

عرب

ہمارے دیس ہندوستان سے دور ٹھیک پچھم کی طرف ایک
اور ملک ہے، اس کا نام ہے عرب، اس کے تین طرف سمندر ہے
ایک طرف خشکی پر دوسرے ملک ہیں۔ اس پورے ملک کو جزیر
العرب کہتے ہیں، جس کی حدیں دور تک پھیلی ہوئی ہیں، جس طر
ہمارے ملک ہندوستان کا صدر مقام دلی ہے جزیرۃ العر
صدر مقام مکہ ہے۔ نقشے میں دلی سے مکہ تک لکیر کھینچ کر نا
تو دلی سے مکہ کچھ کم ڈھائی ہزار میل دور ہے۔ سارا عرب ریتیلا
ہے۔ وہاں بے حد گرمی پڑتی اور تیز لو چلا کرتی ہے ہمارے د
کی طرح وہاں پانی افراط سے نہیں ملتا اور دور دور ہریالی

نہیں آتی، غرض کچھ عجیب اجاڑ سا دیس ہے۔

عرب کے لوگ

اب سے ۱۳-۱۴ سو برس پہلے عرب کی حالت بہت خراب تھی وہاں کے لوگوں میں بڑی بڑی بری عادتیں تھیں، وہ لوگ بات بات پر آپس میں لڑ جاتے اور آپس میں تلواریں چل جاتی تھیں پھر اس طرح کی کوئی لڑائی ایک دفعہ ہو کر ختم بھی نہ ہوتی تھی بلکہ اس کا سلسلہ پشتوں تک چلا کرتا۔ اس طرح کہ اگر کسی کا کوئی بھائی بھتیجا، عزیز پیارا مارا جاتا تو اس کا بدلہ لینا بھی ضروری ہو جاتا چھوٹی سے چھوٹی کوئی بات ان کی طبیعت کے خلاف ہوتی وہ لڑنے مرنے کو سیدھے ہو جاتے، شراب وہ پیتے، جوا وہ کھیلتے ان میں بعض قبیلے ایسے تھے کہ اگر ان کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو ناموس کے خیال یا اپنی غریبی، محتاجی کی وجہ سے جان سے مار ڈالتے اور کبھی زندہ ہی دفن کر دیتے تھے، عورتوں کے ساتھ بھی بے انصافی کرتے غرض دنیا کا کوئی عیب ایسا نہ تھا جو ان میں نہ ہو۔ پتھر کی بنی مورتوں کو خدا جانتے اور ان کی پوجا کیا کرتے، اُن ہی سے اپنی مرادیں مانگتے اور منتیں مانتے تھے۔ رات اور دن لوٹ مار میں گذارتے اور خدا کا خوف دل میں نہ لاتے، بس یہ سمجھو کہ ان کا نہ کوئی دین تھا کہ عاقبت کا

لہ قبیلہ معنی خاندان گھرانا۔

نہیں آتی، غرض کچھ عجیب اجاڑ سا دیس ہے۔

عرب کے لوگ

اب سے ۱۴۰۰ سو برس پہلے عرب کی حالت بہت خراب تھی وہاں کے لوگوں میں بڑی بڑی عادتیں تھیں، وہ لوگ بات بات پر آپس میں لڑ جاتے اور آپس میں تلواریں چل جاتی تھیں پھر اس طرح کی کوئی لڑائی ایک دفعہ ہو کر ختم بھی نہ ہوتی تھی بلکہ اس کا سلسلہ پشتوں تک چلا جاتا۔ اس طرح کہ اگر کسی کا کوئی بھائی بھتیجا، عزیز پیارا مارا جاتا تو اس کا بدلہ لینا بھی ضروری ہوجاتا چھوٹی سے چھوٹی کوئی بات ان کی طبیعت کے خلاف ہوتی وہ لڑنے مرنے کو سیدھے ہوجاتے، شراب وہ پیتے، جوا وہ کھیلتے اُن میں بعض قبیلے¹ ایسے تھے کہ اگر ان کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو اس کو ناموس کے خیال یا اپنی غریبی، محتاجی کی وجہ سے جان سے مار ڈالتے اور کبھی زندہ ہی دفن کر دیتے تھے، عورتوں کے ساتھ بھی بے انصافی کرتے غرض دنیا کا کوئی عیب ایسا نہ تھا جو ان میں نہ ہو۔ پتھر کی بنی مورتوں کو خدا جانتے اور ان کی پوجا کیا کرتے، اُن ہی سے اپنی مرادیں مانگتے اور منتیں مانتے تھے۔ رات اور دن لوٹ مار میں گذارتے اور خدا کا خوف دل میں نہ لاتے، بس یہ سمجھو کہ ان کا نہ کوئی دین تھا کہ عاقبت کا

---

¹ قبیلہ معنی خاندان گھرانا۔

ڈر کرتے نہ دنیا کی لاج تھی، سب کا ایک ہی حال تھا۔ بس جو چاہا وہ کیا۔

پر کچھ باتیں ان میں اچھی بھی تھیں، اول تو وہ سب بڑے بہادر اور جیالے تھے۔ ہر وقت لڑنے کے لئے تیار رہتے لڑائی میں جان دینے کو بڑی اچھی بات جانتے اور اس طرح کی موت پر خوش ہوتے مگر بستر پر مرنا ان کے لئے بڑی شرم کی بات تھی۔ مہمان کی بہت خاطر کرتے۔ غریبوں کی مدد کرتے۔ جو سے سے جو آمدنی ہوتی وہ سب محتاجوں کو بانٹ دیتے تھے۔ جو کوئی ان کی پناہ میں آجاتا یعنی ان سے اپنی جان اور اپنے مال کی حفاظت چاہتا پھر اس کی ہر طرح دیکھ بھال کرتے یہاں تک کہ اپنے بھائی سے زیادہ اس کی بھلائی کی فکر رکھتے تھے۔

یہ لوگ زیادہ تر قریش قوم سے تھے جن کی نسل اب تک چلی جاتی ہے۔ قریش کے علاوہ دوسری قوم کے لوگ بھی تھے اور ان کا حال بھی یہی تھا۔

نام و نسب

ان دنوں عرب کے قریش میں ایک بہت بڑے سردار تھے، ان کا نام تھا عبد المطلب جو قریش کی اولاد تھے۔ ان کے کئی بیٹے تھے ان کے نام تھے ابو طالب۔ عبد اللہ حمزہ

عباس وغیرہ۔

ان میں عبداللہ کے بیٹے ہمارے سرکارؐ خدا کے پیغمبر و رسول حضرت محمد رسول اللہ ہیں آپ کی ماں کا نام آمنہ بی بی ہے جو قریش قوم میں بڑے اچھے گھرانے سے تھیں۔

لڑکو! شائد تم نے نبی، پیغمبر، رسول کے الفاظ پہلے نہ سنے ہوں ان کے معنی نہ جانتے ہو۔ لو سنو ہم بتاتے ہیں۔

پیغمبر کا لفظ پیغام سے بنا ہے یعنی پیغام لانے والا نبی رسول کا مطلب بھی یہی ہے۔ یہ لوگوں کو نیک اور اچھے کاموں کی ہدایت کے لئے خدا کی طرف سے دنیا میں بھیجے جاتے ہیں جو ہمیں خدا کی بتلائی ہوئی وہ باتیں سکھاتے ہیں جن سے اللہ میاں خوش ہوتے ہیں، اور ان برے کاموں سے روکتے ہیں جن سے خدا اپنے بندوں سے خفا ہوتا ہے۔

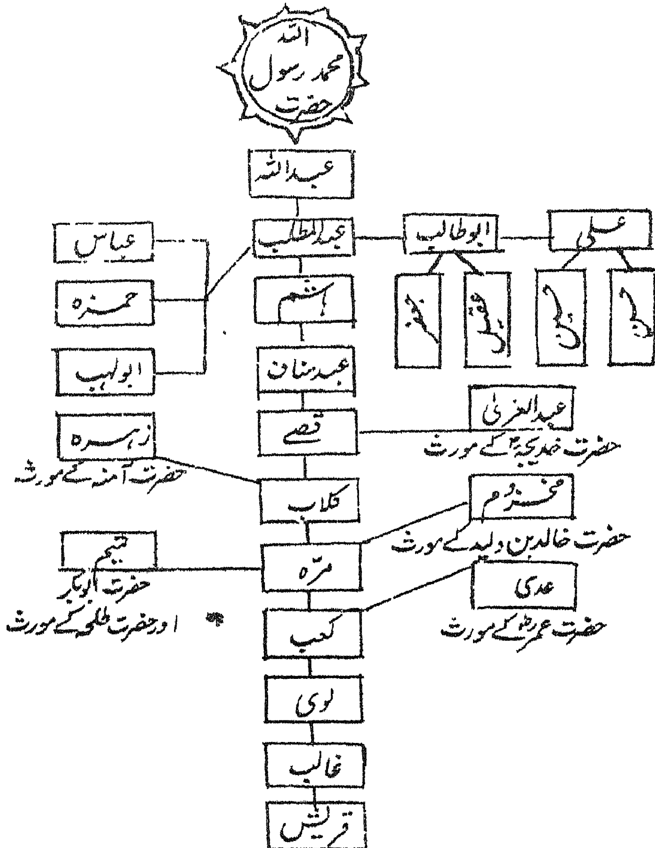
سب سے پہلے خدا کے نبی حضرت آدمؑ ہوئے ہیں جن کی اولاد میں ہم سب ہیں۔ ان ہی حضرت آدم کی اولاد میں ہماری تمہاری طرح ہمارے سرکارؐ بھی ہیں۔ یہاں اتنی بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہم تم بھی ضرور آدمؑ کی اولاد ہیں پر ہم کسی طرح نبیوں کے برابر نہیں ہوسکتے۔

حضرت آدمؑ کے بعد بہت سے نبی پیدا ہوئے، ان میں مشہور اور بڑے بڑے حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسمٰعیلؑ

حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ تھے۔ حضرت ابراہیمؑ ہی کی اولاد میں ہمارے
سرکار حضرت محمد رسول اللہ ہیں۔ ان سب نبیوں کو اللہ
میاں نے اپنا ایک ایک پیغام دے کر دنیا میں بھیجا تھا لیکن لوگوں
نے ان کی بات نہیں مانی اور انھیں طرح طرح ستایا اور جھٹلایا۔
آخر میں ہمارے سرکار کو خدا نے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ آپ کے
بعد پیغمبر یا رسول یا نبی آنے بند ہو گئے۔ کیوں کہ ہمارے سرکار
نے خدا کے بندوں کو وہ سب باتیں ایک ایک کر کے بتا دیں جو
خدا چاہتا ہے۔
اس کتاب میں آپ کا سارا حال پیدائش سے وفات تک
لکھا ہے۔

———(٠)———

شجرہ


حضرت محمد رسول اللہ
عبداللہ
عبدالمطلب
ابوطالب
علی
جعفر
عقیل
حسن
حسین
عباس
حمزہ
ابولہب
ہاشم
عبدمناف
عبدالعزیٰ
حضرت خدیجہؓ کے مورث
قصے
زہرہ
حضرت آمنہ کے مورث
کلاب
مخزوم
حضرت خالد بن ولید کے مورث
تیم
حضرت ابوبکر
اور حضرت طلحہ کے مورث
مرہ
عدی
حضرت عمرؓ کے مورث
کعب
لوی
غالب
قریش

نور کا ظہور

دنیا کو جس آبِ رحمت کی پیاس تھی، خدا کی مخلوق جس سچا
کی بھوکی تھی، جس مبارک ہستی کی آمد آمد کے لئے گھڑیاں گنی جا
تھیں، خدا کے بندے جس ہدایت کرنے والے سے پہلے ا
رب ہی کو بھلا بیٹھے تھے، جس نبی کے لئے حضرت ابراہیم خلیل
نے خدا سے دعا کی تھی اور حضرت عیسیٰ مسیح نے خدا کے جس آخ
رسول کی آمد آمد کی خوشخبری دی تھی، آخر وہ پیاری گھڑی ال
شان و شوکت سے آپہنچی کہ اس سے پہلے خدا نے اس
زیادہ اچھی ساعت دنیا میں کبھی نہ بھیجی تھی۔ اور سچ پوچھو تو
یہ ہے، دنیا کی پیدائش اور دنیا ہی صرف اسی رحمتِ عا
سبب ہوئی نہیں تو نہ یہ دنیا ہوتی اور نہ دنیا کی کوئی چیز ہو
اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی حالت پر رحم آیا اور ان کی ہدا
اور بھلائی کے لئے اپنے حبیب ہمارے سرکار کو دنیا میں بھ
طے فرمایا۔

چاند کے مہینے ربیع الاول کی ۹ تاریخ کو دوشنبہ کے دن
کے سہانے وقت ہمارے سرکار اس دنیا میں تشریف لائے
دن انگریزی مہینہ اپریل کی ۲۰ بیس تاریخ تھی اور ۵۷۱ء عیسوی

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا (حالیؔ)

مبارک ہو کہ دورِ راحت و آرام آپہونچا
نجاتِ دائمی کی شکل میں اسلام آپہونچا
مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے
جناب رحمۃ اللعالمین تشریف لے آئے
بصد انداز یکتائی، بغایت شان زیبائی
امین بنکر امانت آمنہؓ کی گود میں آئی (حفیظ جالندھری)

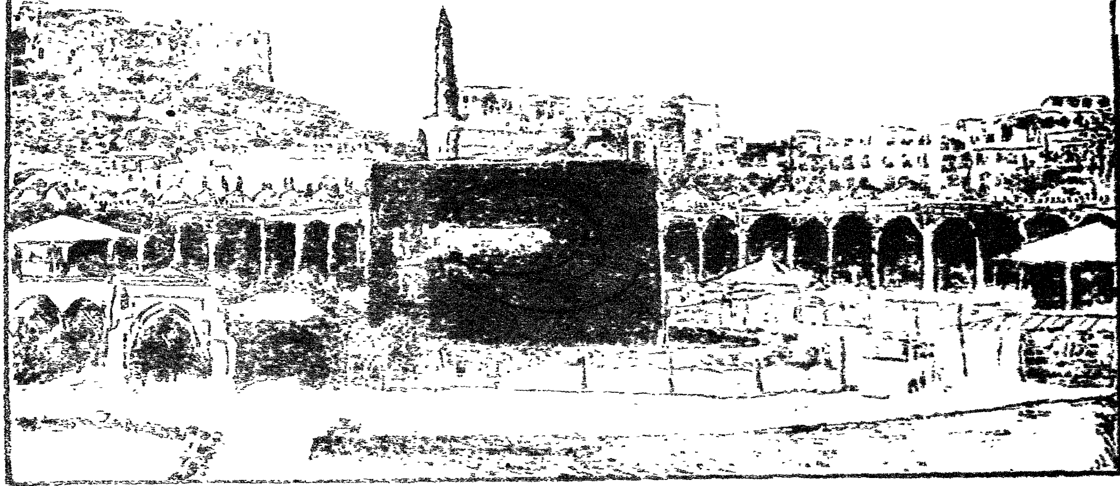
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اسی سال آپ کی پیدائش سے ۱۵-۲۰ دن پہلے ابرہہ نام کے ایک امیر نے مکہ پر چڑھائی کی تھی جو ملک حبش کے عیسائی بادشاہ نجاشی کی فوج کا جرنیل تھا۔ اُس کی فوج میں بڑے بڑے ہاتھی تھے، اس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ ان ہاتھیوں سے کعبے کو ڈھا دے گا اور قریش قوم کو پکڑ لے جائے گا۔ حضرت آمنہ بی بی بہت گھبرائیں اور پریشان ہو کر ایک پہاڑ میں جا چھپیں۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ہمارے سرکار کی بدولت اور آپ کی برکت سے اللہ میاں نے جھنڈ کے جھنڈ پرندے (گدھ) بھیجے جو اپنی چونچوں میں کنکریاں لے کر سارے آسمان پر چھا گئے اور ابرہہ کی فوج پر برسانے لگے آخر اسکی فوج کھائے ہوئے بھوسے کی طرح برباد ہو گئی" اور اس طرح خدا کا گھر

لہ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاکُوْلٍ۔

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

کعبۃ اللہ شریف



کعبہ بچ گیا۔

کعبہ

مکّہ میں ایک گھر ہے جو کعبہ کہلاتا ہے، اور جسے خدا کا گھر بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں خدا ہی کا نام لیا جاتا ہے، اور اس ہی کی عبادت کیجاتی ہے۔ اسی گھر کے لئے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال نے یہہ شعر کہا ہے۔

دنیا کے بتکدہ میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

یہ ایک چوکور کوٹھری کی شکل کا ہے جس کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی قریب قریب برابر ہے۔ اسے عرب قوم کے داوا (مورث) حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ پیغمبر اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ نے خدا کی عبادت کے لئے بنایا تھا سرکارؐ کے نبی ہونے سے پہلے یہ خدا کا گھر بتوں کا گھر بن گیا تھا، اور عرب کے کافروں نے اس میں بت رکھ چھوڑے تھے، لیکن ہمارے سرکارؐ کے نبی ہونے، لوگوں کے آپؐ پر ایمان کے لانے، اسلام قبول کر لینے پر وہ سارے بت توڑ ڈالے گئے اور جب سے اب تک کہ تیرہ سو برس ہو گئے ہیں اس میں خدا ہی عبادت ہوتی ہے۔

خاندان

عرب میں یہ دستور چلا آتا تھا کہ جو گھرانا سب سے اچھا ہوتا کعبے کا خادم وہی مانا جاتا یعنی کعبہ کی دیکھ بھال اسی گھرانے کا کام سمجھا جاتا تھا۔ ویسے تو عرب کا ہر گھرانا اپنے سامنے کسی کو نہ مانتا تھا اور وہ لوگ اپنے آگے کسی کو بڑا نہ گنتے تھے، پر ہمارے سرکار کا خاندان ایسا اچھا تھا کہ وہ سب اس کی بڑائی اور بزرگی مانتے تھے اسی سے کعبہ کی خدمت کئی پشتوں سے برابر آپ ہی کے گھرانے میں رہا کی۔ اسی لئے شرافت اور عزت و توقیر کے لحاظ سے ہمارے سرکار کا گھرانا بڑے سے بڑے درجے پر تھا، یہاں تک کہ اس سے اونچا اور کوئی خاندان نہیں۔

اسلام

پیارے بچو! یوں تو ہم تم سب مسلمان یعنی اسلام کو ماننے والے ہیں پر تم نے کبھی سوچا ہے، اسلام کہتے کسے ہیں؟ اور وہ کیا چیز ہے؟

اسلام کے معنی ہیں تسلیم کرنے یعنی مان لینے کے، کسے ماننے کے؟ خدا کو! کہ وہی سب کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کا مالک ہے، اسی کی بندگی لازم ہے نہ کسی اور کی مگر صرف اس کی

عبادت کی جائے اور اس کے بھیجے ہوئے سب نبیوں، رسولوں پیغمبروں کو مانا جائے جن میں آخری نبی ہمارے سرکار حضرت محمد رسول اللہ ہیں۔ آپ پر جو خدا کا کلام (قرآن) اترا اسے برحق مانا جائے اور آپ کی بتلائی ہوئی راہ پر سچے دل سے چلا جائے خدا کے فرشتوں کا بھی اقرار ضروری ہے اور قیامت کے دن کا دل میں یقین بھی ضروری ہے۔ بس انہی باتوں کو اسلام کہتے ہیں جو سب سے اچھا دین ہے جس کے ماننے والوں کو مسلمان کہتے ہیں۔ ان باتوں کو ذرا پھیلا کے ہم نے آخری حصے میں لکھا ہے اور اس حصے کا نام "اسلام کے عقیدے" رکھا ہے

دودھ پینا

اس زمانے میں عرب میں یہ رواج تھا کہ بڑے بڑے امیر گھرانوں کے لوگ اپنے بچوں کو دودھ پلانے اور کھلانے اور بہلانے کے لئے گاؤں کی شریف عورتوں کو دے دیا کرتے تھے، ہمارے سرکار جب اس دنیا میں تشریف لائے تو حضور کے والد کا انتقال ہو چکا تھا، آپ پیدا ہی یتیم ہوئے اس لئے آپ کے بزرگوں، خاص کر والدہ کو یہ مشکل نظر آئی آپ کے لئے اس طرح کی کوئی دودھ پلانے والی بی بی نہ

مل سکتی تھیں، کیونکہ یتیم بچوں کو دودھ پلانا، ان کی پرورش کرنا وہ عورتیں اپنے لئے برا سمجھا کرتی تھیں۔ بی بی حلیمہ ایسی ہی ایک بی بی تھیں لیکن ان کے پاس دودھ بہت کم تھا اور انھیں اس دفعہ جب شہر (مکہ) میں اس غرض سے وہ آئیں کوئی بچہ نہیں ملا، مجبوراً ہمارے سرکارؐ کو ہی لے گئیں۔ آپ کی برکت سے حلیمہ کا دودھ اتنا بڑھ گیا کہ آپؐ پیتے آپؐ کے رضاعی بھائی یعنی خود حلیمہؓ کے بیٹے پیتے پھر بھی بچ رہتا۔ ہمارے سرکارؐ کے طفیل حلیمہؓ کے گھر میں بڑی برکت نظر آنے لگی۔ وہ کہا کرتیں کہ ہمارے ہاں جو اونٹنی تھی وہ بھی پہلے بہت کم دودھ دیتی تھی اور سواری کے لئے جو جانور تھا وہ بھی بہت سست تھا، آپ کی برکت سے یہ ہوا کہ اونٹنی نے بھی اتنا دودھ دیا کہ گھر کے سب لوگ خوب پیٹ بھر کے دودھ پیا کرتے پھر بھی بچ رہتا اور سواری کا وہ جانور اتنا تیز ہو گیا کہ سفر میں ہم اپنے ساتھ چلنے والوں میں سب سے آگے رہا کرتے حلیمہ یہ بھی کہتیں کہ آپ کی برکت سے ہمارے گھر میں سب لوگ بڑے چین و آرام سے رہنے لگے، ہماری بکریاں سارے گاؤں کی بکریوں کی نسبت زیادہ دودھ دیتیں۔ یہاں تک کہ اور لوگ چرواہوں سے کہا کرتے، تم بھی وہیں چراؤ جہاں حلیمہؓ کی بکریاں چرا کرتی ہیں۔ چرواہے ایسا کرتے پر ان کی بکریوں کا دودھ نہ بڑھتا

دو برس تک آپؐ برابر حلیمہؓ کے پاس رہے، اس کے بعد جیسا کہ دستور ہے آپؐ کا دودھ چھڑایا گیا تو دوسرے بچوں کی طرح آپؐ نے کوئی ہٹ نہیں کی اور نہ روئے دھوئے، حلیمہؓ آپؐ کو آپؐ کی والدہ کے پاس لے گئیں مگر ان دنوں مکہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی اور دوسرے اس وقت آپؐ بہت تندرست تھے، آپؐ کی والدہ نے سوچا کہ گاؤں کی آب و ہوا بہت اچھی معلوم ہوتی ہے اور یہاں بیماری پھیلی ہے ایسا نہ ہو کہ میرا لال بھی بیمار پڑ جائے اس لیے آپؐ کو پھر حلیمہ ہی کے سپرد کر دیا حلیمہؓ اس بات سے بہت خوش ہوئیں کیونکہ آپ ہی کی وجہ سے ان کے گھر میں بڑی برکت تھی، وہ پھر اپنے ساتھ لے گئیں اور چار برس آپؐ حلیمہؓ کے پاس اور رہے، حلیمہ کہا کرتیں کہ اور بچوں کی طرح آپؐ نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے بڑوں کو دکھ ہوا ہو۔ بلکہ بچپن کے زمانے بھر آپؐ اس طرح رہے کہ سب کو آپ پر پیار آتا اور ہر کوئی آپ سے محبت کرتا تھا۔

آپ جب بڑے ہو کر نبیؐ ہوئے تو اپنی رضاعی ماں دودھ پلانے والی ماں حلیمہؓ اور ان کے گھرانے والوں کے ساتھ بڑے بڑے سلوک کئے، اور آپ ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔

ہمارے سرکار ابھی چھ ہی برس کے ہوئے تھے کہ آپؐ

والدہ دنیا سے رخصت ہوگئیں جب آٹھ برس کے ہوئے توآپؐ
کے دادا عبدالمطلب کا بھی انتقال ہوگیا، اب صرف چچا ابوطالب
رہ گئے جنھوں نے پالا پوسا اور جو آپؐ سے بے حد محبت کرتے
اور ہر طرح کی دیکھ بھال رکھتے تھے۔

بچپن ہی سے بہت شرمیلے تھے اور حیا رکھتے تھے، یہاں
تک کہ کبھی کسی نے آپ کو بچپن میں بھی ننگا نہیں دیکھا۔

بچپن کے بعد

جیسے جیسے آپ ہوشیار ہوتے گئے آپؐ کی اچھی عادتوں
کی وجہ سے لوگ آپ سے محبت کرتے اور آپؐ کی عزت کیا کرتے
آپ حضرت موسیٰؑ پیغمبر کی طرح جنگل میں بکریاں چرانے بھی جایا
کرتے، جب خوب سیانے ہوگئے تو تاجروں کے ساتھ تجارت
کرنے لگے اور دوسرے ملکوں میں مال لے جا کر بیچتے، کبھی ایسا
نہ ہوا کہ آپ کے کسی ساجھی یا شریک سے پھوٹ ہوئی ہو، لوگ
آپ کو امین اور صادق کے ناموں سے پکارتے تھے، عربی
زبان میں اس کا مطلب یہ تھا کہ ہر چھوٹے بڑے کو آپؐ کی
سچائی اور نیکی پر پورا بھروسہ اور یقین تھا۔ اسی لئے لوگ اپنی
امانتیں آپؐ کے پاس لا کر رکھتے تھے۔

کعبہ کی مرمت

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ کعبہ سیلاب[1] کی وجہ سے گر گیا تو یہ ٹھہرا کہ شروع سے بنایا جائے کیونکہ اسے بنے ہوئے بھی مدتیں ہو چکی تھیں، دیواریں بہت پرانی اور کمزور ہو گئی تھیں سب کی رائے یہی ہوئی اور پھر سے بنانے میں عرب کے سب گھرانے شریک ہوئے اس وقت ہمارے سرکار کی عمر ۳۵ برس کی تھی، جب سب بن چکا تو حجر اسود[2] کو اس کی جگہ پر رکھنے میں بہت بڑے جھگڑے کا اندیشہ ہو گیا کیونکہ ہر گھرانے والا یہ چاہتا تھا کہ ہمارے ہی ہاتھوں یہ کام ہو آخر ایک بڑے میاں نے یہ طے کیا کہ کل صبح کعبہ کی چار دیواری میں جو سب سے پہلے داخل ہوگا وہی اس بات کا فیصلہ کرے گا خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ ہی سب سے پہلے پہونچے، آپ کے بعد اور لوگ داخل ہوئے اور ایک زبان ہو کر بولے: امین آگیا امین آگیا آخر سب نے فیصلہ آپ پر رکھا، آپ چاہتے تو یہ کام اکیلے آپ ہی کرتے لیکن ہمارے منصف مزاج سرکار نے وہ تدبیر نکالی کہ کام بھی ٹھیک ہوا اور سب لوگ راضی اور خوش بھی رہے

---

[1] سیلاب معنی اہلا بہیا رو۔ پانی چڑھ آنا۔

[2] حجر اسود کالے رنگ کا ایک پتھر ہے جو حضرت ابراہیم کی عبادت کے نشان کے طور پر اب تک قائم رکھا گیا ہے۔

آپ نے ایک مضبوط چادر بچھا، اس پر حجر اسود رکھا اور چادر کے سرے ہر گھرانے کے ایک ایک بڑے سردار کے ہاتھ میں دے کر اٹھانے کو فرمایا۔ اٹھ چکا تو پھر خود اسے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔

خدیجہؓ بی بی سے نکاح

اُن دنوں مکہ میں ایک بڑی مالدار بی بی تھیں خدیجہؓ جن کے پہلے میاں کا انتقال ہو چکا تھا جو بہت بڑے تاجر تھے، لیکن ان کے بعد یہ اپنے نوکروں اور دوسرے لوگوں کی مدد سے منافع میں شرکت کی شرط پر اب بھی اپنا کاروبار جاری رکھے ہوئے تھیں انھوں نے ہمارے سرکارؐ کی دیانت داری اور نیکیوں کے چرچے سنے تو اب کے آپؐ کو اپنا تجارتی مال دے کر باہر بھیجا جس میں بہت نفع ہوا، اور واپس آکر ہمارے سرکارؐ نے کوڑی کوڑی کا حساب چکا دیا، خدیجہؓ بہت خوش ہوئیں اور آپؐ سے شادی کرنے کی درخواست کی۔ آپؐ نے اپنے چچا ابوطالب سے ذکر کیا، انھوں نے منظور کر لیا اور پچیس ۲۵ برس کی عمر میں خوشی خوشی ان سے آپؐ کی شادی ہوگئی، اس وقت خدیجہ بی بی کی عمر چالیس ۴۰ برس کی تھی۔

بی بی خدیجہؓ بہت نیک دل بی بی تھیں، انھوں نے ہمارے

سرکارؐ کی بہت خدمت کی، وہ آپ سے بہت محبت کرتی تھیں آپ کے دل میں بھی ان کی بہت عزت تھی، اور اُن سے محبت کرتے تھے۔ خدیجہؓ بی بی جب تک زندہ رہیں آپ نے دوسری شادی نہیں کی، ان سے چار لڑکیاں اور دو لڑکے پیدا ہوئے جن میں بڑے صاحب زادے کا نام قاسم تھا، اسی سے آپ ابوالقاسم (قاسم کے باپ) بھی کہلاتے ہیں، لیکن حضرت قاسم دو ہی برس کے ہوکر فوت ہو گئے۔ آپ کی چاروں صاحب زادیوں کے نام یہ ہیں:۔

رقیہؓ۔ ان کا نکاح حضرت عثمانؓ [1] سے ہوا۔

زینبؓ۔ یہ ابوالعاص سے بیاہی گئیں۔

فاطمہؓ۔ ان کا نکاح خدا کے شیر حضرت علیؓ [2] سے ہوا۔

امّ کلثوم۔ رقیہؓ کے انتقال پر یہ حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔

حضرت بی بی خدیجہؓ نے جب انتقال کیا، ہمارے سرکار کو بے حد رنج اور صدمہ ہوا، آپ ان کو بہت یاد کرتے تھے۔ فرمایا

---

[1] یہ ہمارے سرکار کے بہت قریبی ساتھی اور آپ کے تیسرے خلیفہ ہیں ہم ان کا حال کتاب چار یار میں لکھا ہے۔

[2] ہمارے سرکار کے چچیرے بھائی اور چوتھے (آخری) خلیفہ ہیں۔ ان کا حال بھی ہم نے کتاب چار یار میں لکھا ہے۔

کرتے کہ جب میں غریب تھا۔ اُس نے مجھ سے شادی کرکے مجھے امیر کر دیا۔ جب لوگ مجھے جھٹلاتے تھے وہ مجھے سچا جانتی اور جب سارا عرب میرا دشمن تھا اُس نے میرا ہر طرح ساتھ دیا۔

حضرت بی بی خدیجہؓ برابر خدا کی راہ میں اپنا روپیہ حضورؐ کی مرضی اور آپ کی خاطر خرچ کرتی رہیں آپ جب کبھی کسی خرچ کے لئے فرماتے وہ خوشی خوشی قبول کرتیں اور جس قدر ضرورت ہوتی خوشی خوشی پیش کر دیتیں غرض یہ دونوں پاک میاںؐ اور پاک بیویؓ دلی محبت اور خوشی کے ساتھ رہتے سہتے اور ایک دوسرے کے سکھ آرام کا خیال رکھتے۔

حضرت زیدؓ

حضرت بی بی خدیجہؓ کے ایک غلام تھے زیدؓ جب ہمارے سرکارؐ کا نکاح ہوا تو بی بی خدیجہؓ نے زیدؓ کو سرکار کی خدمت کے لئے پیش کیا۔ آپ نے انھیں آزاد کر دیا لیکن ہمارے حضرت کا برتاؤ ہر امیر غریب، چھوٹے اور بڑے کے ساتھ ایسا اچھا تھا کہ زیدؓ آزاد تو ہوگئے پر وہ برابر آپؐ کی خدمت میں حاضر رہے۔ ان کے باپ کو خبر لگی تو وہ اپنے پیارے بچے کو آزاد کرانے اور گھر لے جانے کے لئے آئے، حضرت سے عرض کیا آپ نے فرمایا، یہ تو آزاد ہیں، ان کی خوشی چاہے یہاں رہیں چاہے

آپ کے ساتھ گھر جائیں لیکن زید کے دل میں آپؐ کی محبت بیٹھ چکی تھی اس نے آپ سے دور رہنا پسند نہیں کیا، اور وہ آخر عمر تک ہمارے سرکارؐ ہی کی خدمت میں رہے اور باپ کے ساتھ جانا گوارا نہ کیا۔

جوانی کا زمانہ

پیارے بچو! جب تک آدمی پر مصیبت، پریشانی اور فکر نہیں پڑتی، اس کا دل نرم نہیں ہوتا، اور وہ دوسروں کی مصیبت نہیں پہچانتا، ہمارے سرکارؐ تو نبیؐ تھے اور خدا کے پیغمبر، اللہ میاں نے آپ کو رحمت اللعالمین کا خطاب دیا لیکن ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ دنیا میں خدا ہر کام کا سبب اور وجہ اس سے پہلے پیدا کر دیتا ہے۔ یوں سمجھو کہ جب خوب جاڑے پڑ چکتے ہیں تو اللہ میاں گرمیوں کا موسم بھیج دیتے ہیں۔ جب گرمی خوب پڑ چکتی ہے تو آسمان پر کالے کالے بادل گھر کر پانی برسنے لگتا ہے، برسات کی فصل آجاتی ہے، مہینوں کی سوکھی اور گرم زمین ٹھنڈی ہو جاتی ہے چاروں طرف ہری ہری گھاس اُگ آتی ہے۔

پیارے بچو! ویسے تو خدا نے نبیوں کو چھوٹے بچوں کی کی طرح معصوم پیدا کیا ہے لیکن ان کو شروع میں مصیبتیں جھیلنے

اور تکلیفوں کے برداشت کرنے کا خوگر بنایا جاتا ہے تاکہ وہ دوسروں کی مصیبت پہچانیں اور ہمدردی کا سبق حاصل کریں دیکھو ہمارے سرکار پیدا ہی یتیم ہوئے، دنیا میں سب سے پیاری چیزیں ماں باپ ہیں لیکن باپ کی آپ نے صورت بھی نہیں دیکھی ماں اور دادا ابھی چھٹ پن ہی میں دنیا سے چل بسے پھر آپ نے بھی کوئی خوشی نہ دیکھی، یہ سب ایسی باتیں تھیں جن سے آپ کا دل دوسروں کی مصیبتوں پر روتا اور دن رات آپ کو اپنے ملکی بھائیوں کی بڑی بڑی باتوں کا غم رہا کرتا، آپ گھبراتے اور ایسا بہت ہوا کرتا کہ جنگل میں چلے جاتے وہاں اسی سوچ میں پڑے رہتے۔

حِرا

مکہ (شہر) سے باہر تھوڑی ہی دور ایک پہاڑ ہے اس میں ایک غار تھا جسے حرا کہتے ہیں، ہمارے سرکار ﷺ زیادہ تر اسی غارِ حرا میں دن دن بھر اکیلے سوچا کرتے کہ لوگ کیسے ناسمجھ اور بے رحم ہیں جو نہ کچھ باتوں پر آپس میں لڑا کرتے ہیں بیٹی پیدا ہو تو مار ڈالتے ہیں، شراب پیتے ہیں جوا کھیلتے ہیں، یہ کیسے بُرے لوگ ہیں یہ کس طرح سدھارے جائیں۔ ہمارے سرکار ﷺ غارِ حرا میں جیسا کچھ سمجھ میں آتا خدا کی عبادت بھی کیا کرتے،

غرض اسی طرح بہت دن بیت گئے اور آپؐ کی عمر چالیس برس کی ہوگئی۔

خدا کا پیغام

ایک دن سب دنوں کی طرح غارِ حرا میں تھے کہ اچانک آپؐ نے کچھ ڈراونی آوازیں سنیں اس کے بعد ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی پکار رہا ہے اور کہتا ہے پڑھ، آپؐ بولے میں تو پڑھا نہیں ہوں تب کہا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝	پڑھ اپنے ربّ کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا ہے اور جمے ہوئے خون سے آدمی کو بنایا جو بڑا ہی مہربان ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، آدمی کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہ جانتا تھا (قرآن)

یہ اللہ تعالیٰ کا کلام خدا کا پیغام ہے جو پہلے پہل آپؐ کو پہنچا اور حضرت جبرئیلؑ نے خدا کے حکم سے آپؐ کو پڑھ کر سنایا اور آپؐ سے پڑھوایا۔ حضرت جبرئیلؑ ہمارے سرکارؐ سے پہلے نبیوں کو بھی اللہ میاں کا حکم لاکر سناتے تھے۔

حضرت جبرئیلؑ جب یہ پیغام سنا کر رخصت ہوئے اور آپ

بے حد گھبرائے ہوئے گھر آئے خدیجہؓ بی بی کو سب حال سنایا، آپ بہت پریشان تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سخت لرزہ ہے، حضرت خدیجہؓ نے بہت تسلی دی اور کہا، خدا آپ کا ساتھ دے گا کیونکہ آپ عزیزوں اور رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرتے ہیں، غریبوں کی مدد اور مہمانوں کی خاطر کرتے ہیں، مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں اور اپنے پرائے کا غم کھاتے ہیں پھر وہ آپ کو ساتھ لے کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ان کو یہ سب ماجرا سنایا، ورقہ نے بی بی صاحبہ کی بات کان لگا کے سنی اور چونکہ ان کو دین کی بہت تلاش تھی، بولے کہ اگر ایسا ہے تو وہ فرشتہ جو اُن کے پاس آیا ہے جبرئیلؑ ہیں اور یہ نبی ہیں۔

سب سے پہلے مسلمان

اسی دن سے حضرت خدیجہؓ مسلمان ہو گئیں اور بتوں یعنی پتھر کی بنی مورتوں کو پوجنا چھوڑ دیا، عورتوں میں سب سے پہلی مسلمان بی بی آپ ہی ہیں۔

لڑکوں میں ہمارے سرکار کے چچیرے بھائی حضرت علیؓ جو آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور آپ بھی ان کو بے حد پیار کرتے تھے سب سے پہلے ایمان لائے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ مکہ کے بڑے مال دار لوگوں میں تھے اور ہمارے سرکارؐ سے ان کی بہت دوستی تھی، انہوں نے جب یہ حال سنا تو بغیر کسی پس و پیش کے آپ پر ایمان لے آئے غرض وہ بھی ہیں یہ پہلے مسلمان ہیں۔ حضرت صدیقؓ کے دل میں ہمارے حضرتؐ کی بے حد عزت اور محبت تھی۔ بڑی بڑی مشکلوں میں آپ نے ہمارے سرکارؐ کا ساتھ دیا اسی سے سرکارؐ کے دربار سے آپ کو رفیقؓ کا خطاب ملا۔

حضرت زیدؓ جن کا حال اوپر پڑھ آئے ہو، وہ بھی انہی پہلے ایمان لانے والے مسلمانوں میں سے ہیں۔

حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ یہ چاروں صاحب حضرتؐ سے بہت قریب رہنے والے تھے اور یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ زیادہ سنگ ساتھ رہنے والے کو اُس آدمی کا سب اچھا برا حال معلوم ہوتا ہے جس کے ساتھ یا جس کے قریب وہ رہتا ہے۔ بیوی سے زیادہ آدمی کا حال جاننے والا اور کون ہوگا، اس کے بعد قریبی عزیز بھائی بھتیجے ہوتے ہیں، پھر خادم اور کام کاج کرنے والے، پھر یار دوست بھی حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ تو یہ چاروں صاحب سب

۱؎ یہ ہمارے سرکارؐ کے بہت ہی پیارے دوست اور پہلے خلیفہ تھے جنہوں نے حضرت کی وفات پر بھی دین اسلام کو خوب پھیلایا۔ ان کا حال ہم نے کتاب "چار یار" میں لکھا ہے۔

ایسے ہی تھے ہٹ دھرم نہ تھے، دل میں انصاف رکھتے تھے، انہوں نے دیکھا کہ جو دنیا کی کسی بات کے لئے جھوٹ نہ بولا بھلا وہ خدا کے بارے میں کیسے جھوٹ بولے گا۔

حضرت صدیق رضؓ کا ایمان ایسا پکا اور مضبوط تھا کہ آپ چاہتے کہ خدا کے اور بندے بھی اس سچائی کو مانیں اور ہمارے سرکارؐ پر ایمان لائیں۔ اُن کی کوشش سے ایسے ایسے لوگ ایمان لائے اور مسلمان ہوئے جنھیں مسلمان تو مسلمان ساری دنیا مانتی اور قدر کرتی ہے اُن میں حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن، حضرت سعدؓ، حضرت طلحہ بڑے پائے کے گذرے ہیں۔

ان کے علاوہ بے چارے کچھ غریب لوگ ہیں جن میں حضرت بلالؓ کا درجہ بہت بڑا ہے۔

یہ بھی اصل میں حضرت زیدؓ کی طرح ایک عرب سردار کے غلام تھے مسلمان ہو گئے تو اس ظالم سردار نے انھیں طرح طرح کی تکلیفیں پہونچائیں، جلتی دھوپ میں تپتی پتھریلی زمین پر لٹاتا اور چھاتی پر بھاری بھاری پتھر رکھ دیتا، پھر کہتا کہ اسلام کو چھوڑ دو لیکن وہ اس تکلیف کی بے ہوشی میں بھی خدا ہی کا نام لیتے اور کہتے اللہ ایک ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے بھلا وہ کیسے اسلام جیسے سچے دین کو چھوڑتے، ان کے دل میں تو اس کی سچائی گھر کر چکی تھی اللہ اور اللہ کے پیارے حضرت محمد رسول اللہؐ

کی محبت بیٹھ چکی تھی، انھوں نے یہ سب مصیبتیں جھیلیں اور اپنے دین اسلام پر آخر دم تک قائم رہے حضرت بلال نماز کے لئے اذان دیا کرتے، ان کی اذان بہت مشہور ہے، ہمارے سرکار[1] کو بہت پسند تھی اور حضور کو ان سے بہت محبت تھی۔

ان کے سوا اور بھی بہت لوگ مسلمان ہوئے جن میں ایک بزرگ ارقم[رض] تھے ان کے گھر پر سب مسلمان بھائی اکٹھا ہوتے اور جو لوگ آتے انھیں ہمارے سرکار بتلاتے کہ اسلام کیا ہے اور وہ کیسا اچھا اور سچا دین ہے۔ اس وقت تک چالیس بزرگ مسلمان ہو چکے تھے اس کے بعد آہستہ آہستہ برابر مسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہی۔ ان میں بہت سے تو ایسے بڑے ہیں جن کے ہاتھوں خدا کی مدد سے اسلام بہت پھیلا اور مضبوط ہوا۔

حضرت حمزہ[رض] نے بڑے جوش کے ساتھ اسلام قبول کیا اور کافروں سے پکار کر کہا کہ تم لوگ اپنے ظلم سے زیادتی سے سچی بات کو جھوٹا نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے سرکار کے چچا ہیں۔

ایک صاحب اور ہیں جو عرب کے بہت بڑے سرداروں میں تھے، یہ ہمارے سرکار کے دوسرے خلیفہ[رض] تھے جن کا نام عمر[1] بن خطاب ہے، ان کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کی ہمتیں

---

[1] ان کا حال ہم نے کتاب چار یار میں لکھا ہے۔ ان کے زمانے میں اسلامی سلطنت کی حد بہت بڑھ گئی اور اسلام بھی خوب پھیلا پھولا۔

اور بڑھیں۔ ان کے مسلمان ہونے کا عجیب ماجرا ہے۔ ان کی بہن فاطمہؓ مسلمان ہو چکی تھیں لیکن انھیں اس کی خبر ہی نہ تھی طبیعت کے بڑے سخت تھے اور مزاج میں غصہ تھا۔ ایک دن سوچ کر کہ ہمارے سرکار کو شہید[1] کر دیں تلوار لے اور غصہ میں بھرے ہوئے گھر سے نکلے راستہ میں ایک مسلمان صاحب مل گئے، انھوں نے پوچھا تو بولے بس آج فیصلہ ہے ان مسلمان صاحب نے جو ان کے تیور بہت بے ڈھب دیکھے تو کہنے لگے میاں پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو خود تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں، پہلے انھیں تو ٹھیک کر لو محمدؐ کا قتل آسان نہیں ہے یہ سننا تھا کہ تن بدن میں آگ لگ گئی اور اب سارا غصہ ان دونوں پر ڈھل گیا، جھپٹے اور سیدھے ان کے گھر پہونچے اُس وقت وہ بیٹھی زور زور سے قرآن شریف پڑھ رہی تھیں، ان کے کان میں بھی کچھ بھنک پہونچی کچھ کھٹکے لیکن پھر یکبارگی ان کے سر پہ پہونچ گئے، حضرت سعیدؓ ان کے بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے تھے پہلے ان ہی کو دھر پکڑا اور مارنا شروع کر دیا۔ بہن حضرت فاطمہؓ بچانے لگیں تو انھیں ایسا جھٹکا دیا کہ ان بے چاری کے بہت چوٹ

---

[1] جو لوگ خدا کی راہ میں جان سے جاتے ہیں اسلام میں انہیں شہید کہتے ہیں جن کا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا ہے بلکہ وہ زندہ ہی سمجھے جاتے ہیں، وہ مرتے نہیں بلکہ صرف دنیا سے پردہ کر جاتے ہیں۔

آئی اور وہ لہولہان ہوگئیں۔ آخر بھیں تو وہ بھی ان ہی کی بہن جل کے بولیں ہاں ہم مسلمان ہو چکے ہیں تمھارا جو جی چاہے کرو ہم ایسے سچے دین کو کبھی نہ چھوڑیں گے۔ اس بات کا حضرت عمرؓ کے دل پر بڑا اثر پڑا اور کہنے لگے اچھا مجھے وہ تو دو جو تم پڑھ رہے تھے، فاطمہؓ ڈرتی تھیں (کہ کہیں پھاڑ نہ ڈالیں یا جلا نہ دیں) قرآن مجید کے وہ اوراق لائیں جنھیں ان کے ڈر سے اس وقت چھپا دیا تھا، ان سے کہا کہ بغیر نہائے تم ہاتھ نہیں لگا سکتے حضرت عمرؓ نے غسل کیا اور پڑھا تو دل پر ایسی کاری اور بھرپور چوٹ پڑی کہ بے اختیار رونے لگے، ہمارے سرکار کا ٹھکانا پوچھا اور سیدھے حضرت ارقمؓ کے گھر پہونچے، کسی نے دیکھا کہ عمرؓ تلوار لگائے تیزی سے لپکے چلے آرہے ہیں تو لوگ گھبرائے، پر ہمارے سرکارؐ نے حکم دیا کہ دروازہ کھول دو۔ دروازہ کھلا، یہ اندر پہونچے، ہمارے سرکار کا سامنا ہوا حضورؐ نے فرمایا، عمرؓ کس نیت سے آئے ہو، تو بڑے جوش سے بولے، یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہوں اور اسی جوش میں کلمہ پڑھا، یہ رنگ جو دیکھا تو مسلمان ایسے خوش ہوئے ایسے خوش ہوئے کہ تکبیر یعنی اللہ اکبر کی آواز سے ساری بستی گونج اٹھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود مسلمان ہیں جسم اور جان کی زیادہ سے زیادہ تکلیفیں خوشی خوشی جھیلتے تھے مگر حالت یہ تھی کہ کافر

انھیں اونچی آواز سے قرآن شریف بھی نہ پڑھنے دیتے تھے۔

حضرت عبداللہ اسلام لائے تو انھوں نے کہا میں ہرگز نہیں مانوں گا۔ لوگوں نے سمجھایا بھی مگر یہ حرم شریف میں اور زور زور سے قرآن پڑھنے لگے اب کیا تھا، کافر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور منہ ہی منہ میں طمانچے لگانا شروع کر دیا ان کو جتنا پڑھنا تھا وہ پڑھ ہی کر دم لیا، واپس ہوئے تو سارا منہ ورم کر آیا اور تمام چہرے پر نشان پڑ گئے تھے۔

ان سب حضرات کا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک (قرآن) میں ذکر کیا ہے اور ان کو بہت بڑا درجہ بخشا ہے اور انھیں سابقون الاولون (قرآن) کا خطاب دیا ہے یعنی سب سے پہلے خدا پر اس کے رسول پر ایمان لانے والے۔

کافروں کا ستانا

قریش کے جب بڑے بڑے سردار اور سمجھ دار لوگ حضور پر ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے تو انھیں فکر بڑی۔ ادھر تو رہے سرکارؐ کے ساتھی (مسلمان) بھی چالیس سے اوپر ہو چکے تھے اور پہلے کی طرح اب مسلمان اور خود حضرت خدا کی عبادت چھپ چھپ کر نہیں بلکہ سب کے سامنے کرتے اور خاص کعبہ میں جا جا کے نماز پڑھا کرتے، خدا کے دشمن ناسمجھ کافر آپ کے

سچے اور پیارے آقا اور اپنے سچے دین کو نہ چھوڑا وطن سے دور مدینہ آ بسے، اب کچھ چین ملا اور آزادی سے خدا کا نام لینے لگے، تو کافروں کو یہ کب بھاتا، انھیں چین نہ پڑا اور آہستہ آہستہ مسلمانوں پر دھاوا بولنے کی فکریں کرنے اور لڑائی کے منصوبے گانٹھنے لگے

مسلمانوں کو بھی خدا کی طرف سے لڑائی کا حکم ملنا

پیارے بچو! خدا کو تو ہر بات کی خبر رہتی ہے، کوئی سات پردوں میں چھپ کر اچھا یا برا کام کرے یا خالی دل میں ارادہ کرے اللہ میاں جان جاتے ہیں، بس تو اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ کافروں نے بے گناہ مسلمانوں پر اپنی دور سے چڑھ دوڑنے کا پکا ارادہ کر لیا ہے تو اپنے پیارے رسول ہمارے سرکار کو جبرئیل علیہ السلام سے حکم بھیجا کہ۔

"جن مسلمانوں سے کافر لڑیں ان کو اب کافروں سے بھی لڑنے کی اجازت ہے کیونکہ ان (بے چاروں) پر ظلم ہو بے شک اللہ ان کی مدد کر سکتا ہے۔ وہ بے چارے تو صرف اس بات کے کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے" (قرآن)

جنگ بدر

آخر کافروں نے مدینہ پر حملہ بول ہی دیا بدر کے مقام

جو مدینہ سے کچھ کم اسّی میل دور ہے مسلمانوں اور کافروں کے لشکر کی مڈبھیڑ ہوگئی، پیارے بچو! ذرا غور کرنا اس جنگ میں مسلمان کتنے تھے، اُن کی فوج کی کیا حالت تھی اور دوسری طرف کافروں کے کیا ٹھاٹھ تھے۔ لیکن دیکھنا خدا مظلوموں کی کس طرح مدد کرتا اور سچوں کو فتح دیتا ہے۔

مسلمانوں کے کل تین سو تیرہ ۳۱۳ یا چودہ ۱۴ آدمی تھے، جن میں ترانّے ۹۳ مہاجرین اور باقی انصار تھے جن میں زیادہ تر بیچارے کھیتی باڑی کرنے والے سیدھے سادھے لوگ تھے اور جنگ کے قاعدوں سے بالکل انجان بہت سے بوڑھے ضعیف تھے اور کچھ کم عمر بچے تھے جو لڑائی کا نام بھی نہ جانتے تھے، بہتیرے ایسے غریب اور مسکین لوگ تھے جنھیں پیٹ بھر کھانا بھی نہ ملتا تھا۔ جنگ کا سامان بھی ادھورا، خراب اور پرانا دھرانا تھا، نہ خود تھے نہ زرہ بکتر، پرانی مورچہ کھائی اور کُٹھل تلواریں تھیں، صرف دو ۲ گھوڑے اور ستّر اونٹ تھے۔ دوسری طرف کافروں کی فوج ایک ہزار کے لگ بھگ تھی، ہر سپاہی کے پاس بڑھیا بڑھیا تلواریں اور نیزے تھے، سروں پر خود تھے اور سینے، بازو وغیرہ بکتر سے ہر طرح مضبوط تھے ایک سو سوار اور سات سو اونٹ تھے غرض کافروں کی اتنی بڑی بھیڑ ایسے ٹھاٹھ اور سامان کے ساتھ مٹھی بھر نہتّے مسلمانوں پر چڑھ دوڑی

ہمارے سرکار کو بہت فکر تھی گھڑی گھڑی آپؐ نماز پڑھنے لگتے اور دیر دیر سجدے میں پڑے رہتے۔ اپنے اللہ سے گڑگڑا گڑگڑا کر اور رو رو کر دعا مانگتے آخر خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور بتادیا کہ کافروں کی فوج ہارے گی اور وہ بھاگ جائیں گے، ہمارے حضرت سجدہ سے اٹھے اور مسکراتے ہوئے سب مسلمانوں کو یہ خوش خبری سنائی۔

کافروں کی طرف سے کچھ جوان نکلے اور اپنے مقابلہ کے لئے آواز لگائی اِدھر سے پہلے تو انصار میں سے لوگ باہر آئے لیکن وہ بولے محمدؐ! ان سے ہم کیا لڑیں، ہمارے مقابلہ کو تو ہماری ہی قوم والے یعنی قریش آئیں اب انصار تو پھر صفوں میں آکر مل گئے۔ قریش مہاجرین میں سے تین بزرگ نکلے جن کے ہاتھوں وہ مغرور خدا کے منکر اور رسولؐ خدا کے دشمن جہنم رسید ہوئے پھر اسی طرح دو دو تین تین آدمیوں سے مقابلے ہوتے رہے آخر ایک دم سب کے سب کافر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے، خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی مسلمان بڑی ہمت سے لڑے اور مار مار کے ڈھیر لگا دئے کافروں کے بڑے بڑے سردار اور جرنیل مارے گئے۔ ابوجہل جیسے سب سے زیادہ گھمنڈ تھا دو انصاریوں کے ہاتھ سے جہنم رسید ہوا۔ کافروں کی فوج نے جب یہ رنگ دیکھا تو جس طرح ایک دم مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تھے اسی طرح

ایک دم گھبرا کر بھاگ بھی کھڑے ہوئے، مسلمان صرف چودہ ۱۴
شہید ہوئے۔

قیدی

کافر بھاگے تو مسلمانوں نے اُن کا پیچھا کیا، بہت سو ل
کو پکڑ لائے لیکن ہمارے سرکار نے حکم دیا، اب جبکہ لڑائی
ختم ہو گئی ہے ان کے ساتھ کسی طرح بُرا سلوک نہ ہو۔ مسلمان یہ
حکم پاکر اُن کافر قیدیوں کو آپس میں بانٹ کر اپنے اپنے گھر
گئے اور خوب آرام سے رکھا، آخر ہمارے سرکار نے فدیہ لیکر
سب کو چھوڑ دیا۔ ان میں سے ایک قیدی نے کہا ہے کہ میں
جن مسلمانوں کے پاس تھا وہ مجھ پر اتنے مہربان تھے کہ اچھا
کھانا تو مجھے کھلاتے اور خود روکھی سوکھی روٹیاں اور کھجوریں
ہی کھا کر گذر کرتے۔

کچھ حال جنگ احد کا اور لڑکوں کی بہادری

پیارے بچو! تم نے دیکھا؟ ہمارے آقا حضرت رسول
خدا کے فرماں بردار بندے اپنے دشمنوں سے کیسا اچھا برتاؤ
کرتے تھے جسے خود دشمن مانتے تھے،
اچھا آؤ ہم تمھیں جنگ بدر کے بعد بہت مشہور جنگ احد

میں تمہاری برادری یعنی کچھ مسلمان بچوں کی بہادری اور اپنے دین اسلام کے پیچھے جان دینے اور مرنے کے شوق کا حال سنائیں۔

مسلمانوں کا لشکر مقابلے کے لئے مدینہ سے باہر نکلا دیکھا گیا تو بہت سے کم عمر لڑکے اور بچے بھی آ گئے ہیں، اُن کو لوٹا دیا گیا، لیکن رافع بن خدیج سے کہا گیا کہ تم تو ابھی چھوٹے ہو لوٹ جاؤ تو وہ انگوٹھے کے بل تن کر کھڑے ہو گئے کہ اور نہیں تو اونچے ہی معلوم ہوں حضرت رافع کی یہ ترکیب چل گئی اور وہ اسلامی فوج میں شامل رہے ایک اور صاحب لڑکوں ہی میں سے تھے جن کا نام سمرۃ تھا یہ بولے میں رافع کو پچھاڑ لیتا ہوں، اس لئے جب وہ ٹھیرا لئے گئے تو مجھے بھی جنگ میں شریک ہونے کی اجازت ملے، اب دونوں سے کشتی لڑائی گئی، سمرۃ نے سچ مچ رافع کو پچھاڑ دیا اور راہ خدا میں ان کی ہٹ مان لی گئی یہ دونوں پیارے بچے جنگ میں شریک رہے لیکن دوسرے بچے واپس کر دئے گئے جن کے نام حضرت زید بن ثابت، براء بن عازب، ابو سعید خدری، عبداللہ بن عمر اور عرابہ اوسی تھے

کھڑے کھڑے جنت میں

لڑکو! احد کی لڑائی بڑے زور کی ہوئی تھی اور مسلمان

بڑی بہادری سے اپنی جانیں قربان کر رہے تھے انھیں اپنی جان کی ذرا بھی فکر نہ تھی ایک بہادر مسلمان بے پروائی سے ساتھ کھڑا کھجوریں کھا رہا تھا، پوچھنے لگا یا رسول اللہ اگر میں مارا گیا تو کہاں ہوں گا؟ ہمارے سرکارؐ نے فرمایا "جنت میں" اس خوشخبری کو سن کر مارے خوشی کے اس طرح کافروں پر ٹوٹ پڑا کہ بے چارہ شہید ہو گیا۔

دوسری لڑائیاں

بدر میں کافروں کو بہت بڑی طرح شکست ہوئی تو ان کے دلوں میں غصہ کی آگ اور بھی بھڑکی، بعضوں نے تو قسم کھائی کہ جب تک مسلمانوں سے بدلہ نہ لے لیں گے اور انھیں ختم نہ کر دیں گے نہ کپڑے بدلیں گے نہ کسی خوشی میں شریک نہ ہوں گے، اس لئے بڑی مستعدی کے ساتھ جنگ کی تیاریوں میں لگ گئے۔ جنگ بدر کے بعد چھوٹی بڑی کئی لڑائیاں ہوئیں کافروں نے ہمیشہ یہی کوشش کی کہ اسلام دنیا سے مٹ جائے۔

دشمن فوجیں اکٹھی کر کر کے چڑھ چڑھ آتے، چار برس تک مسلمان صبر کرتے رہے اس کے بعد انھوں نے بھی آگے بڑھ کر حملہ کیا اور دشمن کی فوجوں کو تتر بتر کر دیا جھگڑے ۲ھ سے شروع ہو کر ۹ھ تک (۷) برس رہے مشہور لڑائیاں یہ ہیں جن میں خود ہمارے سرکار بھی مسلمانوں

کی طرف سے شریک رہے اور انھیں غزوہ (جمع غزوات) کہتے ہیں۔

(۱) بدر ۲ھ میں۔ (۲) احد ۳ھ میں۔
(۳) خندق ۵ھ میں۔ (۴) خیبر ۷ھ میں۔
(۵) مکہ ۸ھ میں۔ (۶) حنین ۸ھ میں۔
(۷) تبوک ۹ھ میں۔

لیکن پیارے بچو! ہمیشہ یاد رکھو، سچی بات کبھی جھوٹی نہیں ہوسکتی اور اسے دنیا میں اس کا بڑے سے بڑا دشمن کبھی نہیں مٹا سکتا ہے، اگر مسلمان اپنے سچے اور سچے دین پر قائم رہیں، خدا اور رسولؐ یعنی ہمارے سرکارؐ کے حکموں کو پوری پوری طرح مانیں، دوست او دشمن سب کے ساتھ بھلائی کریں جس طرح کہ ہمارے سرکارؐ کا اپنے پرائے کے ساتھ برتاؤ تھا کریں تو یقین کرو آج بھی کوئی نہیں جو انھیں نقصان اور تکلیف پہنچا سکے جیسا کہ ان تھوڑے سے مفلس غریب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ فتح دی اور دین و دنیا دونوں جگہ اُن کا بول بالا رکھا۔ اسی طرح خدا ہی سے ڈرنے والوں اور اسی پر بھروسہ کرنے اور اسی سے لو لگائے رکھنے والوں کے لئے کبھی بھی پریشان ہونے کی بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کی مدد کرے گا اور اسی طرح انھیں فتح دے گا جس طرح اُن تھوڑے سے خدا کے سچے بچے اور خدا کی راہ میں مضبوطی اور ہمت سے ڈٹے رہنے والوں کی مدد کی تھی لیکن یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ خدا او

اس کے پیارے رسولؐ ہمارے سرکارؐ کی بتائی باتوں پر ٹھیک ٹھیک چلا جائے۔

صلح حدیبیہ

بے چارے مسلمانوں کو اپنا دیس (مکہ) چھوڑے چھ برس ہو گئے مدینہ کے مسلمان بھائیوں نے ان کے ساتھ بہت ہی اچھا برتاؤ کیا، پھر بھی وطن جیسی پیاری چیز انھیں کیسے نہ یاد آتی، رہ رہ کے ان کا جی چاہتا کہ کچھ نہ ہو کعبہ ہی کی زیارت ہو جائے، پر وہ بیچارے وہاں کیسے پہنچتے۔ کافر تو ان پر مدینہ تک چڑھ چڑھ آتے اور جنگ کرتے تھے کیا کرتے جی ہی جی میں کڑھتے اور چپ ہو رہتے، آخر ہمارے سرکارؐ نے خواب دیکھا کہ کعبہ میں داخل ہو رہے ہیں، نبیوں کے خواب بھی ہمیشہ سچے ہوتے ہیں، اس لئے حضور سوچ بچار کے کچھ صحابہ کو ساتھ لے مکہ کو چل پڑے، لیکن یہ سوچ کر کہ کافروں کو لڑائی کا دھوکہ نہ ہو قربانی کے لئے اونٹ ساتھ لئے اور حج کے کپڑے پہنے کیونکہ وہ زمانہ حج کا تھا، جس میں لڑائی ہوتی بھی نہ تھی، لیکن قریش کو خبر لگی تو لڑائی کی تیاری کرنے لگے، یہ دیکھ کر ہمارے سرکارؐ مکہ سے کچھ دور حدیبیہ نامی ایک مقام پر ٹھہر گئے۔

قریش نے اپنے قاصد چھوڑے جنھوں نے آپ سے پوچھا کہ کس لئے آئے ہو، ہمارے سرکارؐ نے جو سچی سچی بات تھی بتا دی،

لیکن وہ کہنے لگے اگر تم لڑائی کے لئے نہیں بھی آئے ہو تب بھی اس میں ہماری
بے آبروئی ہے لوگ یہی کہیں گے کہ مسلمان زبردستی مکہ میں داخل ہو کر
کعبہ کی زیارت کر گئے ۔

اسی بیچ میں قریش کے ایک بڑے سردار بات چیت کے لئے
ہمارے سرکار ؐ کے پاس آئے اور کچھ ایسی باتیں کیں جن سے مسلمانوں
کی ہتک ہوتی تھی، حضرت صدیق ؓ کو بہت غصہ آیا پر ہمارے حضرت
نے سمجھایا بجھایا اور کافروں کے قاصدوں سے فرمایا کہ ہم تو
صرف کعبہ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں اور کوئی غرض اس کے سوا
نہیں ہے ۔

کئی دن ہو گئے کوئی بات طے نہ ہو پاتی تھی، آخر ہمارے سرکار نے
حضرت عثمان ؓ کو فیصلہ کے لئے بھیجا، وہ اپنے قبیلہ کے سردار ابان
بن سعید نامی کی پناہ میں مکہ پہونچے مگر ان کے پہونچتے ہی خبر اڑ گئی
کہ کافروں نے انھیں قتل کر دیا مسلمانوں کو جو یہ خبر لگی تو ہمارے
سرکار ؐ کو بے حد دکھ ہوا، اور مسلمانوں نے مل کر یہ طے کیا کہ اب تو ہم
جب تک حضرت عثمان ؓ کا بدلہ نہ لے لیں گے ہٹنے کا نام نہ لیں
گے چاہے کچھ بھی ہو ۔

بیعت رضوان

ہمارے سرکار ؐ نے اس وقت اپنے سب ساتھیوں

یہ اقرار لیا اور سب نے اسی بات پر ایک درخت کے نیچے قسم کھائی، اسی کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اپنے کلام پاک میں اپنے پیارے نبیؐ سے خطاب کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے کہ:-

جب مسلمان درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے تو اللہ ان سے راضی ہو گیا۔" (قرآن مجید)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر جھوٹ نکلی، اُدھر قریش نے اپنے ایک اور قاصد سہیل بن عمرو کو ہمارے سرکارؐ کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ ہماری تمہاری صلح جب ہی ہو گی کہ امسال تو تم اور تمہارے ساتھی سب مدینہ لوٹ جائیں، البتہ اگلے سال کعبہ کی زیارت کر سکتے ہو۔

سہیل کی باتوں سے آپ نے یہ اندازہ فرمایا کہ قریش اب ٹال نہیں رہے ہیں بلکہ سچ مچ کچھ نہ کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ تب نیچے لکھی شرطوں پر دونوں طرف سے اقرار ہو کر دستخط ہو گئے۔

(۱) مسلمان اس سال واپس چلے جائیں، اگلے سال آکر کعبہ کی زیارت کرلیں، مگر تین دن سے زیادہ حرم میں نہ ٹھیریں کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہو، سوائے تلوار کے، وہ بھی میان میں رہے قریش ان دنوں میں باہر چلے جائیں گے۔

(۲) مسلمان عرب کے قبیلوں (خاندانوں، گھرانوں) میں سے

جس سے چاہیں میل کر کے اپنی مدد کے لئے اپنا ساتھی بنالیں اسی طرح قریش بھی کر سکتے ہیں۔

(۳) اگر قریش کا کوئی آدمی اپنے بزرگ یا سردار کی بغیر اجازت مسلمانوں سے جا ملے گا تو مسلمان اسے واپس کر دیں گے لیکن کوئی مسلمان ایسا ہی کرے گا تو قریش اسے واپس نہ کریں گے

(۴) مسلمانوں اور قریش دونوں میں دس سال تک کوئی لڑائی نہ ہوگی۔

وہ وقت ایسا تھا کہ ظاہر میں مسلمانوں نے یہ صلح نامہ بہت دب کے کر لیا جس کی شرطوں میں تیسری تو خاص طور پر مسلمانوں کے حق میں بہت بے انصافی تھی حضرت عمرؓ سے تو رہا نہ گیا اور جھلا کر حضرت سے بولے کہ یا رسول اللہ! کیا آپؐ نبی نہیں ہیں؟ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ اور کیا وہ لوگ مشرک نہیں ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا بیشک میں نبی ہوں، تم مسلمان ہو اور وہ مشرک ہیں، تب حضرت عمرؓ نے عرض کی تو پھر ہم دین کے معاملہ میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں، لیکن ہمارے سرکارؐ نے انھیں سمجھایا اور یہ فرمایا کہ خدا کا حکم ایسا ہی ہے وہ مجھے ہرگز ذلیل نہ کرے گا۔

پیارے بچو! اُس موقع پر یہی طریقہ مناسب تھا، اور غور کرکے دیکھو تو اس وقت مسلمان دب کے نہیں رہے بلکہ اللہ کی طرف سے فتح اور کامیابی کا دروازہ مسلمانوں کے لئے اسی دن

سے کھل گیا۔

فتح مکہ

صلح حدیبیہ کے بعد مکہ کے دو قبیلوں میں سے ایک قریش اور ایک مسلمانوں سے مل گئے جو ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ کوئی دو ہی برس بعد یعنی ۸ھ ہجری[1] میں ان دونوں قبیلوں میں لڑائی ہو پڑی، قریش نے اپنے ساتھی قبیلہ کی مدد کی، دوسرے مسلمانوں والے قبیلہ کو شکست ہوئی جس کے کچھ آدمی جان بچانے کو کعبہ کے حرم میں گھس آئے، پر وہاں بھی ان کا پیچھا کیا گیا اور وہیں قتل کر ڈالے گئے، جہاں قتل حرام مانا جاتا تھا، اُن مصیبت زدوں کے دو ایک آدمی ہمارے سرکار کے پاس دوڑے ہوئے مدینہ پہونچے اور ان سے مسلمانوں کا جو اقرار ہو گیا تھا اس کا ذکر کر کے دہائی دی، اور مدد چاہی قریش کو جو خبر لگی کہ وہ لوگ ہمارے سرکار کے پاس مدد لینے گئے ہیں تو بہت گھبرائے کیونکہ اب مسلمان ویسے کمزور نہ تھے قاصد دوڑائے گئے کہ حدیبیہ میں جو باتیں طے پائی ہیں ان پر پھر اقرار ہو کر دستخط ہو جائیں، پر ہمارے حضرتؐ نے

---

[1] ہجری سے مراد ہے ہجرت والا یعنے جس سال ہمارے سرکارؐ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی ہے وہ ۱ھ ہجری کہلاتا ہے اور ہجری سنہ جب ہی سے شروع ہوتا ہے۔

اس بات سے انکار فرمادیا کیونکہ ان مظلوموں کی مدد بھی کرنی ضروری تھی جن سے ایسے ہی آڑے وقتوں پر مدد کا آپس میں اقرار ہوا تھا۔

ہمارے سرکار نے چپ کے ہی چپ کے تیاری شروع کر دی اور قریش کو خبر نہ ہونے دی اور ایک دم مکہ پر آپ دس ہزار صحابہ کے ساتھ چڑھ آئے قریش کو تو پہلے سے خبر ہی نہ تھی انھوں نے دیکھا کہ مسلمان بڑی شان و شوکت کے ساتھ ان کے سروں پر پہونچ گئے تو بہت گھبرائے، ہمارے حضرت کے چچا حضرت عباسؓ اپنی قوم کی بربادی کے ڈھنگ دیکھ دیکھ کے بہت بے چین تھے اور چاہتے تھے کہ اب سب لوگ مسلمان ہو جائیں اور حضورؐ نبی کریم پر ایمان لے آئیں تو اچھا ہے، نہیں تو صبح جب یہ بے شمار فوج حملہ بولے گی تو ان کا نام نشان بھی باقی نہ رہے گا۔

اس ڈر سے حضرت عباسؓ رات ہی کو مکہ کی طرف گئے، میں ابوسفیان مل گئے، انھیں اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوسفیان کفر کے زمانے میں اسلام کے بڑے پکے دشمن تھے، حضرت عمرؓ نے انھیں جو دیکھا تو مارے غصہ کے آگ بگولہ ہو گئے اور حضرت سے اسی جوش میں عرض کی، حضورؐ اب حکم دے دیں کہ میں اس کا سر اڑا دوں پر ہمارے رحمدل سرکارؐ نے حضرت عمرؓ کو روکا

اور ابوسفیان کو حضرت عباسؓ کے سپرد فرمایا کہ حفاظت سے رکھیں
صبح ابوسفیان مسلمان ہو گئے ہمارے سرکار ان سے خوش ہوئے
اور انھیں بہت بڑا درجہ عنایت فرمایا حضرتؐ نے حکم دیا کہ
جو شخص خانہ کعبہ یا ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو جائے گا اسے
پناہ ملے گی یا جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا یا اپنی تلوار
میان کر لے گا۔ وہ بھی بچ جائے گا مسلمان اسے نہ ستائیں گے ابوسفیانؓ نے
پہنچ لوگوں کو حضورؐ کا حکم پکار پکار کر پہونچا دیا۔

اسلامی لشکر بڑی شان و شوکت کے ساتھ مکہ میں داخل
ہوا اور بغیر کسی بڑی لڑائی کے مکہ فتح ہو گیا یعنی مکہ پر اب
مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔

ہمارے سرکار نے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا، پھر خاص
کعبہ کے اندر داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ خدا کے گھر میں
جو بت رکھے گئے تھے توڑے گئے پھر سرکار نے لوگوں کے
سامنے یہ وعظ فرمایا کہ۔

لوگو! اللہ ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ
پورا فرمایا اور اپنے بندے کی مدد کی جس نے تمھارے جتھوں کو
ہرا دیا، سب لوگ آدم کی اولاد ہیں، اور آدم خاک سے بنے
تھے (یعنی آدمی آدمی سب برابر ہیں کوئی چھوٹا بڑا نہیں ہے)
لوگو! تم جانتے ہو میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟

وہ بولے آپ ہمارے شریف بھائی اور بھائی کے بیٹے ہیں (یعنی ہمیں آپ کی طرف سے کسی ظلم کی امید نہیں) ہمارے سرکار نے بڑی مہربانی اور محبت کے انداز میں فرمایا "جاؤ تم سب آزاد ہو"!

کافروں نے آپ کو جب اس طرح مہربان پایا تو اپنی وہ پرانی حرکتیں اور بدسلوکیاں اور آپ کو طرح طرح ستانا یاد کرکے بہت پشیمان ہوئے دلوں میں شرمائے سوچا کہ بیشک یہی خدا کے وہ نبی ہیں جن کے لئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعا کی تھی اور جن کی آمد کی خوش خبری حضرت مسیح نے دی تھی۔ قریب قریب سب قریش اسی دن مسلمان ہو گئے۔ تھوڑے سے جو رہ گئے وہ بھی بعد میں ایمان لے آئے۔

جنگِ حنین

پیارے بچو! اللہ میاں کو کسی کا اپنی طاقت، اپنے مال اور اپنی دولت کے زور پر گھمنڈ کرنا بہت برا لگتا ہے۔ اور جو لوگ غرور کرنے والے ہوتے ہیں اللہ میاں ان سے ناراض رہتے ہیں۔ پھر سوچو تو کہ جب اللہ میاں خفا ہو جائیں تو بھلا کہیں ٹھکانا ہے؟ کہیں نہیں، دنیا بھی خراب اور عاقبت بھی تباہ۔

اسی طرح کا موقع ہمارے سرکار کے زمانے میں ہوا ہے

بات یہ تھی کہ مکّہ فتح ہو جانے کے کچھ دن بعد مکّہ کے دو قبیلے آپس میں مل کر مسلمانوں کے مقابلہ کو تیّار ہو گئے، یہ ہمیشہ سے بڑے لڑاکو اور سرکش تھے اپنے آگے کسی کو نہ مانتے تھے غرض وہ مسلمانوں پر چڑھ آئے، ہمارے سرکار ؐ کو خبر ہوئی تو صحابہ ؓ کو لے کر مقابلہ کے لئے نکلے اس وقت اسلامی فوج بارہ ہزار تھی اور ہر قسم کا سامان بھی اچھے سے اچھا موجود تھا، صحابہ ؓ نے دیکھا تو بے دھڑک بول اٹھے، اب ہم سے کون جیت سکتا ہے۔ بس یہی گھمنڈ کا بڑا بول" اللہ تعالیٰ کو بُرا معلوم ہوا جنگ میں جب مقابلہ ہوا تو پہلی ہی لڑائی میں دشمن کے تیر بڑے زوروں سے برسنے لگے اور مسلمان تتر بتر ہونے لگے وہ بہادر مسلمان جو کافروں کو بیسیوں بار نیچا دکھا چکے تھے دشمن کے اس حملے کو نہ روک سکے خالی ہمارے سرکار اور تھوڑے سے کچھ اور صحابہ جمے رہے حضرت عباس ؓ نے آپ ؐ کا حکم پا کر پکارا، انصار پلٹے اور جب مسلمان ایک سو اکٹھا ہو گئے، تو کافروں پر بڑے زوروں میں ٹوٹ پڑے اب تو ایسے لڑے اور ایسی جیوٹ سے لڑے کہ ۵-۶ ہی گھنٹوں میں دشمن کو ہرا دیا مسلمانوں کو غنیمت[1] میں چھ ہزار

---

[1] لڑائی میں جو چیزیں دشمن چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے وہ جیتنے والوں کی ہوتی ہیں اسی کو غنیمت یا مالِ غنیمت کہتے ہیں۔

عورتیں اور بچے، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور
ڈھیروں چاندی ملی۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی نصیحت کے لئے اپنے پیارے
رسولؐ ہمارے سرکارؐ سے یہ فرمایا جو قرآن پاک میں موجود ہے
مسلمانوں سے خطاب ہے کہ

"اللہ نے بہت دفعہ تمھاری مدد کی اور حنین کے دن بھی
جب تمھیں اپنی بہتات پر گھمنڈ تھا مگر وہ کچھ کام نہ آئی۔ زمین کشادہ
ہونے پر بھی تم پر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ پھر اللہ
نے اپنے رسولؐ اور مسلمانوں کو تسلی بخشی (آسمان سے) وہ فوجیں
اُتاریں جنھیں تم نے دیکھا ہی نہیں، کافروں کو سزا دی اور ان کا
بدلہ یہی ہے"   (قرآن مجید)

پیارے بچو! اب تم خود ہی سمجھ گئے ہوگے غرور اور گھمنڈ کیسی
بری بات ہے، ہم نے اسی سے اس جنگ کا حال بھی لکھ دیا جو
حنین کے نام سے مشہور ہے اور حنین ایک گھاٹی کا نام ہے
جو مکہ اور طائف کے بیچ میں ہے۔ ہم نے جنگ بدر کے بعد
بہت سی لڑائیاں ہوئیں ان کا حال کتاب بڑھ جانے کے خوف
سے نہیں لکھا۔ بس یہ سمجھ لو کہ کافروں نے بہتیری کوششیں کیں اور
بار بار مسلمانوں پر چڑھ چڑھ آئے، پر اللہ تعالیٰ نے قریب قریب
ہمیشہ مسلمانوں کو فتح بخشی۔

سرکاری ایلچی

ہمارے سرکار نے سچے مذہب اسلام کا پرچار لگاتار جاری رکھا، اور دیس دیس عالموں کو پھیلا دیا جو لوگوں کو خدا اور رسول کا کلام سناتے اور بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ بتاتے۔ رکاوٹیں تو رہیں اور سب سے زیادہ مکے میں اور ملک عرب میں خود ہمارے سرکار اور ان کے سچے اور پکے ساتھیوں کو طرح طرح کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں جس کا حال پیچھے پڑھ آئے ہو۔ بہتیرے لوگ ان باتوں کی ہنسی اڑا کر ٹال دیتے اور دھیان سے بات نہ سنتے تھے لیکن دھیرے دھیرے سنا۔ یہاں تک سارا کا سارا عرب مسلمان ہو گیا جب اور خاص مکے کے بت اور لوگوں کے کفر ٹوٹ گئے خدا کے بندے خدا ہی کی پوجا کرنے لگے تو پھر جدھر رخ کیا جاتا اللہ تعالیٰ اپنی مسلمانوں کا مطلب پورا کرتا اور وہاں اسلام کا جھنڈا اڑنے لگتا۔ آئے دن کسی نہ کسی بادشاہ، یا بڑے سردار یا امیر کے مسلمان ہونے کی خوشخبری سنی جاتی یہاں تک کہ ہمارے سرکار جب دنیا سے سفر کرنے والے تھے سارے عرب اور آس پاس کے سب ملکوں میں اسلام ہی کا بول بالا تھا، مسلمانوں کی ہر جگہ دھاک بیٹھ گئی اور کوئی بادشاہت ایسی نہ تھی جہاں اسلامی ایلچی (سفیر)[1] نہ موجود ہوں۔

[1] جب ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کو مان لیتا ہے تو ان دونوں کا ایک ایک بڑا آدمی آپس میں ہر ایک کے دربار میں رہا کرتا ہے پرانے زمانے میں انہیں سفیر کہتے تھے آج کل قنصل بھی کہتے ہیں جیسے آج کل ہمارے بادشاہ کا [illegible]

آخری حج

مکہ فتح ہو گیا پر مشرکوں کو اب تک حج کرنے کی اجازت رہی اسی لئے پیارے سرکار نے خاص حج کے زمانہ میں حج نہیں کیا بلکہ دوسرے دنوں ہیں یہ اسلامی فرض ادا کیا جسے عمرہ کہتے ہیں لیکن اب کہ مکہ، عرب، بلکہ عرب کے ارد گرد کے ملکوں میں اسلام پھیل گیا تو پیارے سرکار نے خدا کے حکم سے یہ منادی کر دی کہ اگلے سال سے کوئی مشرک حج نہ کر پائے گا اور پھر اس سال حضور نے عزت والے گھر (کعبہ) کی زیارت اور حج کرنے کا پکا ارادہ کر دیا اور سوا لاکھ مسلمانوں کے ساتھ آپ مدینہ سے مکہ کو چل پڑے۔

پیارے بچو! دیکھو یہ ہمارے سرکار وہی ہیں جنھوں نے ہجرت کے موقع پر تین دن غار میں چھپ کر دشمنوں سے جان بچائی تھی، یہ وہی ہیں جن کا مکہ میں ایک ایک تنکا جانی دشمن ہو گیا تھا اور جنھیں جان ہی سے ختم کر دینے کے لئے طرح طرح کے منصوبے گانٹھے جاتے تھے اور جنھیں پکڑ لانے کے لئے سو سو اونٹوں اور ہزار ہزار چاندی کے سکوں کا انعام رکھا جاتا تھا جن کی راہ میں ان کے دشمن کیا خدا کے دشمن کانٹے بچھا کر انھیں لہو لہان کر دیتے تھے، غرض کوئی مصیبت اور تکلیف نہ تھی جو آپ کو خدا

راہ میں نہ اٹھا نی پڑی ہو، کوئی آپؐ کو جادوگر کہتا، کوئی سڑی دیوانہ سمجھتا اور کہتا، پر دیکھو تو آج کیا ہی اچھا دن ہے کہ وہی ہمارے سرکارؐ اپنے بے شمار جان نثاروں کے جھرمٹ کے ساتھ صرف جامۂ احرام[1] پہنے خدا کے دربار میں ہاتھ باندھے کھڑے ہیں، امیر و غریب اور فقیر و بادشاہ سب برابر ہیں اور سب کے سب خدا اور اس کے پیارے نبیؐ ہمارے سرکار کا کلمہ پڑھنے والے اکٹھا ہیں اب ذرا دیکھو، یہ خدا ہی کا تو سچا کلام تھا، اور پھر ہمارے سرکارؐ کی سچائی ہی تو تھی کہ جیسے بڑے کام کا بیڑا انھوں نے اٹھایا تھا خدا نے وہ آپ کی زندگی ہی میں پورا کر دکھایا اور دشمنوں کی دشمنیاں اور اُن کی ساری رکاوٹیں دھری رہیں، پھر ہمارے سرکارؐ کو اس وقت کیسی کچھ نہ خوشی ہوی ہوگی کہ خدا نے جو کام ان کے سپرد کیا تھا وہ پورا ہوا، لیکن پیارے بچو! خوب یاد رکھو اس طرح کی خوشی آدمی کو جب ہی ملتی ہے کہ ایک تو کام سچا اور اچھا ہو، پھر اس میں تن من دھن ہر طرح سے آدمی لگا ہی رہے اور آرام و تکلیف کا کسی وقت دل میں خیال نہ لائے غرض جب کہ خدا کا کام پورا ہو گیا تو پھر اللہ میاں کو اپنے پیارے ہمارے سرکارؐ کی جدائی گھڑی گھڑی بھاری معلوم ہونے لگی اور اللہ تعالیٰ نے اب ایک نیا پیام بھیجا کہ آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین اور اپنی نعمتیں پوری کر

---

[1] حج کے موقع پر بے سِلا ہوا کپڑا پہننا ہوتا ہے جو ایک تہبند کی طرح باندھا جاتا ہے، اور ایک چادر ان کے اوپر لپیٹ لیتے ہیں اسی کو جامہ احرام کہتے ہیں۔

ختم کر دیں اور تمھارے لیئے مذہب اسلام پسند کیا۔" (قرآن)۔

اس پیام سے اللہ میاں کا یہ اشارہ تھا کہ اب آپؐ کے دنیا میں رہنے کی ضرورت باقی نہیں ہے بلکہ دنیا کو اب اس کے حال پر چھوڑ کر دوست سے آن ملیں۔ یہ دیکھکر ہمارے سرکارؐ نے ایک دن عرفات نامی پہاڑ پر چڑھ اسی میدان میں مسلمانوں کے سامنے یہ خطبہ دیا کہ اے مسلمانو! شائد اگلے برس میں تم میں نہ ہوں گا اس وقت کی باتیں خوب دھیان سے اور کان لگا کر سن لو اور یاد رکھو کہ ساری دنیا کے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، ایک بھائی پر دوسرے بھائی کی اس کے لائق عزت کرنی لازم ہے، پرائے مال پر نیت بگاڑنی حرام ہے، سب کو ایک دن خدا کے دربار میں جانا ہے جہاں (قیامت میں) ہر کسی کی ایک ایک اچھے بُرے چھوٹے بڑے کام کا حساب کتاب ہوگا اور جو جیسا کرے گا ویسا ہی اسے پھل ملے گا، دیکھو عورتوں کے ساتھ برا برتاؤ کبھی نہ کرنا بلکہ ہر طرح ان پر مہربانی کرتے رہنا، اور غلاموں کو اسی طرح آرام اور سکھ سے رکھنا جس طرح تم خود رہو۔ اُن سے خطا قصور ہو تو معاف کر دینا اور جہاں تک بنے ان کی غلطی سے آنکھ بچانا، کسی کا حق نہ دبانا اور کسی پر کسی طرح ظلم نہ کرنا۔ لوگو! آج تک میں نے جو کچھ کہا ہے یا پچھلے نبیوں، پیغمبروں نے کہا ہے اُن سب میں بڑھ چڑھ کر بس ایک

کلمہ پاک ہے اور وہ یہ ہے کہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا	خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی اور نہ شریک ہے۔ وہ
شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ	سارے جہانوں کا مالک ہے اور اسی کے قبضہ میں
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ	سب کچھ ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

پھر آپ نے بڑی اونچی آواز میں فرمایا، کیا میں نے خدا کا پیغام پہونچا دیا؟ ہزار ہا آدمیوں کے جھرمٹ سے آواز آئی بے شک بے شک اور اس آواز سے سارا میدان گونج گیا، کیوں نہ ہو، آپ سچے آپ کا لایا ہوا خدا کا پیغام سچا، اگر سچا نہ ہوتا تو کوئی بتائے اتنے تھوڑے سے دنوں میں خدا کی خدائی خدا ہی کے راستہ پر کس طرح آتی۔ کوئی ہے جو یہ بتائے کہ ایسی ایسی کڑی رکاوٹوں کے ہوتے ہوئے ایسے مشکل کام کو کسی اور نے کر دکھایا ہو، بس یہ خدا کا بھیجا ہوا سچا دین اسلام ہی تھا جس کی سچائی دلوں میں گھر کر گئی اور جنگلوں اور پشتوں کے بھٹکے ہوئے سیدھی راہ پر آ گئے۔

دنیا سے پردہ

آخری حج (حجۃ الوداع) سے مدینہ واپس ہوتے ہوئے تو ہمارے سرکار اپنے مولا سے جا ملنے کی راہ دیکھ رہے تھے کہ ایکا ایکی ۱۱ھ صفر کے مہینے میں بیمار پڑے اور بخار نے

ایسا گھبرا کہ کسی طرح نہ گیا۔ بھلا وہ کیسے جاتا وہ تو ایک بہانہ تھا۔
اللہ کو تو اپنے پیارے ہمارے سرکارؐ کو اب اپنے ہی پاس
بلانا تھا دن بدن آپ کی طبیعت بگڑتی ہی گئی۔ اور کمزوری
بڑھتی گئی۔ لیکن اس بیماری اور ایسی نازک حالت میں ہوتے
ہوئے بھی نماز باجماعت مسجد میں سب مسلمانوں کے ساتھ آپ
سے نہ چھوٹی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنی جگہ امام مقرر فرمایا
اور خود ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ ایک دن نماز کے
بعد آپ نے فرمایا لوگو! میں نے کوئی زیادتی کی ہو تو سنا دو کسی
کسی کو برا بھلا کہا ہو تو آؤ مجھے کہہ لو کسی کا قرض باقی ہو تو
لے لو۔ لوگو! مجھے معاف کردو تاکہ میں اللہ کے دربار میں خوش خوش
خوش جاؤں اور میں اللہ کے سامنے کسی بات پر شرمندہ نہ ہوں
اور وہ مجھ سے کچھ حساب کتاب نہ کرے۔ ایک آدمی بولا میرے
تین درہم باقی ہیں جو ایک فقیر کو دینے کے لئے آپ نے لئے تھے
فوراً اس کو ادا کئے گئے اس کے بعد گھڑی گھڑی آپ کی حالت نازک
ہوتی گئی۔ چارپائی پر لیٹے لیٹے بچھونے میں کبھی چادر سے چہرہ
پاک ڈھانپ لیتے اور کبھی گھبرا کر کھول دیتے اور زبان پاک پر
یہ بول تھے کہ۔

اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی — بڑے دوست کے پاس

اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی — بڑے دوست کے پاس

بیماری کے دنوں میں ہمارے سرکارؐ نے کچھ خاص خاص باتوں کی وصیتیں فرمائیں بالکل آخر میں کہ لوگ صاف صاف آپ کی آواز سمجھ بھی نہ پاتے تھے آپؐ کے ہونٹ ہلتے ہوئے معلوم ہوئے۔ تو حضرت بی بی عایشہؓ نے کان لگائے اور یہ سنا کہ "نماز" "نماز" اور "غلام" مطلب یہ تھا کہ نماز نہ چھوٹنے پائے اور غریبوں محتاجوں، اور غلاموں کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے بلکہ ان کا ہر طرح خیال رکھا جائے۔

ہماری جانیں قرباں اور ہمارے ماں باپ آپ پر نثار ہمارے سرکارؐ آخر کار دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول کو اپنے بے شمار جان نثاروں کو تڑپتا چھوڑ کر اپنے اللہ سے جا ملے اور اپنی امت کے لئے خدا کا کلام (قرآن) اور اپنے کاموں کا نمونہ چھوڑ گئے کہ بس یہی دو چیزیں ہیں کہ اگر انھیں نہ چھوڑا گیا، بلکہ اُن ہی کے بموجب کام کیا گیا تو ہر موقع پر بیڑا پار ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ہمارے سرکارؐ کی وفات کی خبر بجلی کی طرح ادھر سے اُدھر پھیل گئی، لوگ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے، ٹھٹھ لگ گیا لوگ بے چین تھے اور حضورؐ کی جدائی پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے حضرت عمرؓ کی حالت تو ایسی بگڑی ہوئی تھی کہ بولے، جو یہ کہے گا کہ رسول اللہؐ

فوت ہو گئے تو اُس کا سر اس تلوار سے اڑا دوں گا حضرت ابوبکرؓ جن پر ایک تو حضورؐ کا انتہائی صدمہ تھا اوپر سے حضرت عمرؓ کی یہ حالت تھی بہت پریشان ہوئے لیکن سوچ سمجھ کر منبر پر کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ دیا کہ

لوگو! اگر کوئی محمدؐ کی عبادت کرتا تھا تو محمدؐ دنیا سے سدھارے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

غرض حضرت صدیق نے بڑی دانائی کے ساتھ لوگوں کو سمجھایا بجھایا اور ان کی سمجھ میں آگیا کہ "ہمیشہ رہے نام اللہ کا" لیکن دنیا میں کوئی ایسا نہ ہوا اور نہ ہوگا جسے ہمارے سرکارؐ کا سا رتبہ ملا ہو اور جس نے اپنے کام میں ویسی ہی کامیابی پائی ہو۔

صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اب ہم ہمارے سرکار کے اخلاق و عادات کی کچھ باتیں بیان کریں گے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے رسولؐ ہی کے طفیل اور اُن کے صدقہ میں ہمیں تمھیں اور سب مسلمان بھائیوں کو کچھ ویسے ہی کام کرنے کا شوق اور ہمت دے آمین۔ لیکن اخلاق سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ اسلام کے عام اور ضروری عقیدے اور ایک مسلمان کی

نشانیاں جو ہونی ضروری ہیں معلوم کرلو۔

اسلام کے عقیدے

توحید

توحید کے معنی ہیں خدا کو ایک ماننا، اس کو اپنا رب جاننا اور اسی سے اپنی ہر ضرورت کو ظاہر کرنا، اس کے سوا کسی کا خوف دل میں نہ لانا، اور یہ یقین کرنا کہ جو کام خدا کے کرنے کے ہیں وہ کوئی اور نہیں کر سکتا ہے۔ اگر کوئی کسی اور سے ایسی لو لگائے تو اسی کو شرک کہتے ہیں، اور مشرک یعنی شرک کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بڑا عذاب دے گا۔

ہمارے سرکارؐ اس گھر میں پیدا ہوئے جو اس وقت تک کعبہ کا متولی تھا کعبہ کی حالت یہ تھی کہ وہاں بڑے بڑے بت رکھے گئے تھے اور حضورؐ کے گھرانے والے سب بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ بچوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جو اپنے بڑوں کو کرتے دیکھتے ہیں وہی خود کرنے لگتے ہیں پر ہمارے سرکارؐ نے کبھی نا سمجھی میں بچپن میں بھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا، پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو کعبہ میں گھس کر بتوں کو توڑا، اس کے بعد صرف خدا کو سجدہ کیا، نماز پڑھی مکہ میں کافروں نے آپ کو کیا کیا ستایا

اور جان ہی لینے کو تُل گئے لیکن آپ ذرا بھی نہ گھبراتے اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرتے بلکہ اندھیرے اکیلے باہر نکلتے تھے۔ پھر تمھیں یاد ہوگا جب کافر حضورؐ کی ہجرت پر آپ کی تلاش میں اُس غار تک پہنچ گئے اور بالکل سر پر آگئے تو حضرت صدیقؓ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے'' اس کا مطلب یہ تھا کہ خدا کے سوا دنیا میں کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہے اور نہ اللہ تعالٰی کے کاموں میں کسی کو کچھ دخل ہے اسی لئے آپؐ نے حاکم اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہؓ اور اپنی پھوپی سے فرمایا ''اے پیغمبر خدا کی بیٹی فاطمہؓ! اور اے پیغمبر خدا کی پھوپی صفیہؓ! خدا کے ہاں کے لئے کچھ کر لو میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا!'' یوں تو ہمارے سرکارؐ غیروں کیا ساری دنیا کے لئے خدا کی طرف سے رحمت بن کر دنیا میں آئے تھے پر یہاں آپؐ کا مطلب یہ تھا کہ کوئی اس دھوکے میں نہ رہے کہ آپؐ کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے عاقبت کی فکر ضروری نہیں بلکہ آپ نے جتا دیا کہ ایسا خیال کرنا شرک ہے اور شرک سے خدا بے حد ناراض ہوتا ہے۔

نبوت یا رسالت

نبوت یا رسالت سے مطلب یہ ہے کہ خدا کے بھیجے ہو

سب نبیوں، رسولوں اور پیغمبروں کو ماننا چاہئے خاص کر ہمارے سرکارِ خدا کے حبیب حضرت مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کو مانے بغیر تو کوئی مسلمان ہی نہیں رہ سکتا،

ہمارے سرکار نے ہمیں بتلایا ہے کہ آپؐ سے پہلے بھی مخلوق کو بھلائی اور خدا کی خوشی حاصل کرنے کی راہ بتانے کے لئے اور بھی نبی آتے رہے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے آپ فرمایا کرتے کہ میں اپنے دادا (مورث) حضرت ابراہیم کے دین کو پھیلانے اور لوگوں کو ہوشیار کرنے آیا ہوں۔ خود اپنے بارے میں اپنا نبی ہونا بتلایا۔ ان چیزوں کے لئے اسلام نے ایک کلمہ مقرر کر دیا جسے کلمہ طیب کہتے ہیں اور جس کے دل سے پڑھ لینے اور اس پر سچے دل سے یقین کر لینے پر ہر غیر مسلم مسلمان ہو جاتا ہے۔ وہ کلمہ یہ ہے کہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ — کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں سوا خدا کے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ — اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔

قیامت اور خدا کا خوف

صفا پہاڑ پر سب سے پہلے اور باتوں کے ساتھ بڑی تاکید سے یہ فرمایا کہ لوگو! اس دن سے ڈرو جو آنے والا ہے اور جس دن خدا کے سامنے تمہارے اچھے برے کاموں کا حساب ہوگا۔ آپ تو نبی

تھے اور خدا کے حبیب لیکن خدا کا ڈر اس قدر رکھا کہ کبھی جو زور سے ہوا چلنے لگتی تو آپؐ خدا ہی کے خوف سے سہم سہم جاتے جنگ بدر میں خدا نے فتح کی خوش خبری دے دی تھی پھر بھی آپؐ بار بار سجدہ میں جاتے اور نماز پڑھنے لگتے۔

عبادتیں

ہمارے سرکارؐ شروع ہی سے راتوں کو اُٹھ اٹھ کر اپنے رب کی عبادت کیا کرتے جو علاوہ پانچوں وقت کی نماز کے آخر عمر تک برابر جاری رہی۔ آپ کے پاؤں ورم کر کر آتے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے عرض کی حضور تو نبی ہیں جن سے قیامت میں خدا حساب بھی نہ کرے گا۔ پھر آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں، اس پر آپؐ نے فرمایا بے شک یہ ٹھیک ہے لیکن اسی لئے کہ خدا نے مجھے یہ رتبہ دیا ہے، کچھ نہیں تو مجھے اس کا شکر بھی نہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور اتنے رحیم وکریم کا پورا پورا شکر ادا کرنا کیسے ممکن ہے؟

پیارے بچو! ذرا غور کرنا، آدمی جب دنیا سے سفر کرتا ہے تو اس وقت جو سب سے زیادہ ضروری اور خاص بات ہوتی ہے، اس کی وصیت کرتا ہے، حضورؐ جب اس دنیا سے پردہ فرمانے لگے تو بار بار آپؐ نے نماز کی تاکید فرمائی کہ نماز کسی حال میں بھی نہ چھوٹنے پائے۔

نماز کے بارے میں قرآن پاک میں بھی جگہ جگہ حکم ہے ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ نماز بے حیائی کے کاموں اور گندی گندی باتوں سے روکتی ہے۔

اور جو لوگ نماز پڑھنے میں کاہلی کرتے ہیں ان پر اللہ اپنے غصے کا اس طرح اظہار فرماتا ہے۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ان نمازیوں کے لئے بڑی تباہی ہے جو اپنی نماز کی طرف سے کاہلی کرتے ہیں یعنے ٹھیک ٹھیک اور وقت پر نہیں پڑھتے

اس کے بعد تین چیزیں اور ہیں ایک تو رمضان بھر کے روزے دوسرے حج اور تیسرے زکوٰۃ یہ آخری دونوں اُس کے لئے فرض ہیں جو پیسے والا مالدار ہو نہیں تو معاف کر دی گئی ہیں مگر نماز، روزے ہر امیر غریب پر فرض ہیں۔

اخلاق و عادات

یہاں تک عقیدوں کا ذکر کر کے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو دوسری مذہبی کتابوں میں دیکھنے کو چھوڑ کر اب ہم ہمارے سرکار کے وہ اخلاق و عادات بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ان پر چلنا سرکارؐ اور خود اللہ تعالیٰ کی خوشی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے کیونکہ حضور کی ساری باتیں خدا ہی کی مرضی کے موجب اور قرآن پاک کے

مطابق تھیں۔

اخلاق

پیارے بچو! دنیا کا یہ دستور ہے کہ کسی کا حال جب معلوم کرنا ہوتا ہے تو اس کے دوستوں، ملنے والوں یا سنگی، ساتھیوں سے پوچھا جاتا ہے، مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ کسی کی شادی کی کسی جگہ بات چیت ہوتی ہے تو دولہن (لڑکی) والے دولہا (لڑکے) کے دوستوں سے اس کا چال چلن اور عادتوں وغیرہ کا حال پوچھتے ہیں ہمارے سرکارؐ کے دوست کہو ساتھی کہو وہ سب ایسے ایسے بزرگ تھے کہ آج تک جن کا نام روشن ہے اور دنیا ان کا لوہا مانتی ہے ان سب میں حضرت علیؓ، حضرت عایشہؓ، حضرت انسؓ، حضرت زیدؓ وغیرہ مدتوں حضورؐ کی خدمت میں رہے اور یہ سب اپنی اپنی جگہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے سرکارؐ بے حد نرم دل خوش مزاج اور نیک عادتوں والے تھے، کسی کا دل نہیں دکھا ہمیشہ ہنس مکھ پائے جاتے، اور بات چیت نہایت سہولت اور اطمینان کے ساتھ فرماتے، اور ٹھیر ٹھیر کر بولتے تھے اس طرح کہ کوئی چاہتا تو لکھ لیتا۔ لوگ یاد کر لیا کرتے تھے۔

دیکھو آدمی کا سب سے پکا بھیدی اس کی بیوی سے نہیں ہوتا، بیوی کو سب حال معلوم ہوتا ہے، اسی لئے حضورؐ کی

وفات پر لوگوں نے حضرت بی بی عائشہؓ صدیقہ سے آپ کا حال پوچھا تو بی بی صاحبہ نے فرمایا "آپ کا خُلق قرآن تھا" یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جو جو حکم دیے ہیں وہ ایک ایک حضورؐ کی روزانہ زندگی میں ادا ہوتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

حضرت بی بی عائشہؓ نے جگہ جگہ حضورؐ کی اچھی عادتوں کا ذکر فرمایا ہے، وہ فرماتی ہیں ہمارے سرکارؐ کسی کو بُرا بھلا نہ کہتے تھے، بُرائی کے بدلے بُرائی نہ کرتے بلکہ ٹال جاتے اور معاف فرما دیتے۔ خاص اپنے معاملہ میں کسی سے بدلہ نہیں لیا (ہاں خدا کے بارے میں کسی کی رو رعایت نہ فرماتے اور جو قاعدہ کے بموجب جانتے وہی کرتے، پھر چاہے کچھ بھی ہو کبھی مروت نہ کی جاتی) جو آگے چل کر معلوم کروگے۔ ساتھ کے بیٹھنے والوں میں نہ تو کسی سے آگے ہو کر بیٹھتے، اور نہ ٹانگیں پھیلاتے تھے اسی وجہ سے نئے آدمیوں کو ہمارے سرکارؐ کو معلوم کرنے کے لئے پوچھنا پڑتا تھا۔ گھر میں داخل ہوتے تو مسکراتے ہوئے۔

حضرت بی بی خدیجہؓ نبوت سے پہلے اور اس کے بعد برابر پچیس برس حضورؐ کی خدمت میں رہیں، تمھیں یاد رہے گا جب ہمارے سرکارؐ پر وحی یعنی خدا کا کلام (قرآن)، نازل ہونا شروع ہوا ہے تو پہلی بار آپ بہت گھبرائے ہوئے تھے، اسی پریشانی میں

حضرت بی بی صاحبہؓ کے پاس پہنچ کر حال بیان کیا تو انہوں نے آپ کی اچھی اچھی عادتوں ہی کا ذکر کرتے ہوئے آپؐ کو تسلی دی۔

حضرت علیؓ نبوت کی ابتدا سے آخر دم تک کوئی ۲۳ برس آپ کی خدمت میں رہے، ایک دفعہ حضرت امام حسینؑ کے سوال پر ہمارے سرکار کے اخلاق و عادات کے بارے میں فرمایا کہ "آپ ہنس مکھ، عادت کے نرم، طبیعت کے مہربان تھے، تھڑ چڑے اور سخت مزاج نہ تھے، بات بات پر شور نہ کرتے، کوئی برا بول منہ سے کبھی نہ نکالتے (کسی کا) عیب نہ ڈھونڈھتے اور نہ سختی کرتے کوئی بات اگر آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی تو (جہاں تک ہوتا) ٹال دینا چاہتے تھے آپ کی مرضی کے خلاف کوئی آپؐ سے کسی خلاف بات کی امید رکھتا تو حضور اس کی امید نہ توڑتے لیکن منظوری بھی نہ دیتے (بلکہ خاموش رہتے اور جاننے والے آپؐ کا مطلب جان جاتے) ہمارے سرکار نے تین چیزیں تو بالکل ہی ترک کر رکھی تھیں، ایک تو بحث مباحثہ یعنی تکرار اور حجت دوسرے جو بات مطلب کی نہ ہو اس میں پڑنا تیسرے ضرورت سے زائد بات کرنا۔ اسی طرح دوسروں کے متعلق بھی تین باتوں سے بچتے تھے (۱) کسی کو برا کہنا۔ ۲ کسی کا عیب نکالنا ۳۔ کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں رہنا۔ کوئی دوسرا بات کرتا تو جب تک وہ ختم نہ کر لیتا آپؐ چپ سنا کرتے، جب تک وہ لینے والا خود چپ

نہ ہوسکے اس کی بات بیچ سے نہ کاٹتے تھے۔ لوگ جن باتوں پر
آپ بھی مسکرا دیتے جن پر لوگ تعجب کرتے آپ بھی کرتے
دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں فرماتے
بڑے فیاض، رحم دل، خوش مزاج تھے اور راست گو شروع
ہی سے تھے کہ جس پر دشمنوں نے آپ کو صادق اور امین کا
خطاب دیا تھا۔

حضرت زیدؓ جنہیں حضور ہی نے پرورش کیا تھا وہ آپ
کی بہت سی باتوں کے ساتھ فرماتے ہیں کہ وہ آپ سخت
نہ تھے عادت کے نرم تھے چھوٹی چھوٹی باتوں (خدا کی
نعمتوں اور بخششوں) پر شکر ادا کرتے تھے کسی چیز کو برا نہیں
کہتے کھانا جیسا بھی ہوتا اس کا عیب نہ نکالتے تھے۔

بچو! اب ہم آپ کی بے شمار اچھی اچھی باتوں میں
سے تھوڑی سی باتوں کو الگ الگ مگر بہت کم کر کے
بیان کرتے ہیں۔

ایثار و انصاف ایثار کہتے ہیں دوسروں کے آرام
اور سکھ کی خاطر اپنے آرام کو قربان کر دینا، یہ وصف ہمارے
سرکارؐ میں حد درجہ تھا اور غور کرو تو آپ کی پوری زندگی
ایثار ہی ایثار تھی۔ آپؐ نے اپنے لئے کچھ نہیں کیا بلکہ خدا کی
مخلوق کے لئے دنیا بھر کی مصیبتیں اور طرح طرح کی تکلیفیں

خود سارا انتظام ان کی مہمانی کا فرمایا، اکثر یہ ہوا کرتا کہ خود بھوکے سو رہتے اور گھر میں جو کچھ ہوتا وہ مہمان کو کھلا دیتے۔

عفو و رحم | عفو کہتے ہیں کوئی بے جا حرکت کرے پھر بھی اسے معاف کر دیا جائے تم پڑھ چکے ہو کافروں نے حضورؐ کو ستانے میں کمی نہیں کی لیکن آپ نے اپنے بڑے بڑے جانی دشمنوں کو معاف کر دیا، اور اس کا نتیجہ آخر کار یہ نکلا کہ وہی دشمن آپؐ کے جاں نثار اور اسلام پر قربان ہونے والے ہو گئے جب ہی تو اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ

اے پیغمبر! اللہ کی مہربانی ہے تم ان (کافروں) سے اچھا برتاؤ کرتے ہو اگر تم کہیں دل کے سخت بُرے برتاؤ والے ہوتے تو یہ لوگ تمہارے آس پاس سے ہٹ جاتے (قرآن مجید)

پھر اللہ میاں نے ایک جگہ کیا جگہ جگہ ہمارے سرکارؐ کی اچھائیاں بیان کی ہیں بس ایک آیۃ نقل کئے دیتے ہیں۔

"لوگو! تمھارے پاس تمھیں میں سے ایک پیغمبر آیا، اسؐ پر تمھاری تکلیف بہت بھاری ہوتی ہے، تمھاری بھلائی کا وہ بھوکا ہے اور ایمان والوں پر نہایت نرم اور مہربان ہے

جیوالوں پر رحم | ہمارے سرکار تو آدمیوں کو چھوڑ جیوالوں (جانوروں) پر بڑے ہی مہربان تھے کسی سفر میں جب منزل پر ٹھہرے تو ساتھیوں میں سے کسی نے چڑیا کے گھونسلے سے

اس کا انڈا اٹھا لیا، وہ بے چاری بے چین تھی اور پر بار
اور اپنے بچوں کے لئے پھڑپھڑا رہی تھی۔ آپ نے پوچھا تو جا
معلوم ہوا اور ان صاحب نے کہا "یا رسول اللہ مجھ سے یہ
ہوئی ہے" ہمارے سرکار نے کہا جاؤ اسے وہیں رکھ آؤ۔
اسی طرح چڑیا کے بچوں کا بھی ایک واقعہ ہے۔ کوئی صح
گھونسلے سے اٹھا لائے تھے، ہمارے سرکار نے فرمایا جاؤ
بچوں کو وہیں رکھ آؤ۔
ایک دفعہ راستہ میں ایک اونٹ نظر پڑا جس کا پیٹ
پیٹھ بھوک کے مارے ایک ہو رہے تھے، ہمارے سرکار نے
فرمایا ان بے زبانوں کے بارے میں خدا سے ڈرو۔

گداگری سے نفرت حضور کے خلق اور ہر چھوٹے بڑے
پر آپ کے عام کرم کی بارش ہوتی تھی لیکن آپ کو کسی کا
خاص اور بغیر سخت ضرورت کے سوال کرنا بہت برا لگتا تھا
آپ فرماتے "اگر کوئی شخص لکڑی کا گٹھا پیٹھ پر لاد لا
اور بیچ کر اپنی (روزی) کمائے اور آبرو بچائے تو لوگوں
سے سوال کرنے سے اچھا ہے۔
ایک دفعہ ایک انصاری نے آپ سے کچھ مانگا اور
میرے پاس کچھ نہیں ہے سوائے ایک بچھونے کے جسے
اوڑھتا ہوں اور کچھ بچھاتا ہوں اور ایک پانی کا پیالہ ہے، آپ نے

چیزیں منگوا صحابیؓ میں دو درہم میں بیچ ڈالیں ایک درہم کا کھانا منگوا کر دیا اور فرمایا کہ خود کھاؤ اور گھر میں دو اور دوسرے کے لئے رسی خریدنے کو فرمایا اور بتایا کہ جنگل سے لکڑیاں لا کر شہر میں بیچو، دس دن کے بعد ان کے پاس دس درہم ہو گئے جن سے کچھ کپڑا خریدا اور کچھ اناج کھانے کے لئے مول لیا۔ اب حضور نے فرمایا "یہ اچھا ہے یا قیامت میں چہرے پر گداگری کا داغ لگا کر جاتے؟

ہمارے سرکار نے فرمایا ہے کہ سوال کرنا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا صرف تین شخصوں کو روا ہے

۱۔ جو قرض سے بوجھل ہو۔

۲۔ وہ جس پر کوئی ناگہانی (اچانک) مصیبت پڑ جائے جس وجہ سے اس کا سارا مال و متاع برباد ہو گیا ہو۔

۳۔ تین گواہوں کی گواہی دلا سکے کہ اس کو فاقہ ہے اس کے علاوہ جو کوئی بھی مانگ کر حاصل کرتا ہے حرام کھاتا ہے۔

ہدیئے اور تحفے قبول کرنا۔ ہمارے سرکار اپنے دوستوں سے بڑی اچھی طرح ملتے اور کیوں نہ ملتے جب کہ آپ دشمنوں پر مہربانی فرماتے تھے۔ آپ دوستوں کے تحفے قبول کرتے اور فرماتے کہ

"آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجو تو محبت بڑھے گی"

آپ کو لوگ اکثر ہدیے بھیجا کرتے لیکن حضور ہمیشہ ا...
کر دیا کرتے اور خود بھی تحفے بھیجا کرتے ۔

حضرت ابو ایوبؓ انصاری جیسے آپؐ کے عاشق جو...
مکان پر آپ چھے مہینے رہے تھے آپؐ انہیں اکثر کھانا بھیج...
کرتے، اصحاب صفہؓ کو اکثر یہ عزت حاصل ہوتی ۔

سادگی اور بے تکلفی آپؐ کی ساری زندگی اور ہر کام...
سادگی اور بے تکلفی پائی جاتی تھی۔ کھانے پینے، پہننے اور...
اور اٹھنے بیٹھنے، رہنے سہنے غرض کسی بات میں بھی کسی طرح کا تکلف...
نہ تھا کھانا جیسا بھی سامنے آتا کھا لیتے کپڑا موٹا جھوٹا جیسا بھی ہوتا پہنتے...
اور جو کی روٹی پسند فرماتے روٹیوں کے لئے آٹے کی بھوسی نہیں چھانی جاتی تھی...
کرنے کو بکریاں اکثر کھلا دیتا تھا فرمایا کرتے کہ گھر میں ایک بستر اپنے لئے ایک...
بیوی کے لئے اور ایک مہمان کے لئے کافی ہے چوتھا شیطان کا ہے...

ایک دفعہ حضرت فاطمہؓ کے گلے میں سونے کا ہار دیکھ...
تو فرمایا، تم کو یہ برا نہ معلوم ہوگا کہ لوگ کہیں پیغمبر کی بیٹی ...
گلے میں آگ کا ہار ہے؟

ہمارے سرکارؐ کے گھر میں سامان کا یہ حال تھا کہ ایک...
حضرت عمرؓ حاضر ہوئے تو دیکھا حضرت شہنشاہ دو جہاں ...
پاک گھر میں دنیاوی سامان کی یہ کیفیت ہے کہ جسم مبارک پر ...
ایک تہبند ہے، ایک چٹائی (بوریا) ہے جس کے سرہانے ...

ایک تکیہ ہے جس میں خُرمے کی چھال بھری ہے مٹھی بھر جو رکھے ہیں ایک کونے میں کسی جانور کی کھال پڑی ہے، چھوٹی مشکوں کی کچھ کھالیں لٹک رہی ہیں حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یہ کیفیت دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، حضور نے پوچھا تو عرض کی یا رسول اللہ! کیوں نہ روؤں جسم مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں اور یہ کل سامان حضورؐ کی گذر بسر کا ہے قیصر اور کسریٰ تو ہر طرح کا عیش اٹھائیں اور طرح طرح کے مزے اڑائیں اور آپؐ خدا کے پیغمبرؐ اور اس کے پیارے ہو کر اس تکلیف میں رہیں، ہمارے سرکار نے اس پر فرمایا کہ "اے ابن خطاب! اخطاب کے بیٹے! تم کو یہ پسند نہیں کہ وہ دنیا لیں اور میں آخرت؟"

مساوات و انصاف ہمارے پیارے سرکار کی نظر میں امیر غریب، چھوٹا بڑا، آقا اور غلام سب برابر تھے، سلمانؓ، صہیبؓ اور بلالؓ جو سب غلام رہ چکے تھے آپ کے دربار میں رئیسوں سے کم رتبہ نہ تھے۔

ایک دفعہ سلمانؓ و بلالؓ کہیں بیٹھے تھے اتفاق سے ابوسفیان نکلے تو یہ دونوں بزرگ بولے ابھی اس دشمن خدا کی گردن پر تلوار کا پورا قبضہ نہیں ہوا ہے، حضرت ابوبکر نے ان سے کہا سردار قریش کی شان میں یہ الفاظ؟ اور سیدھے حضرت کے پاس پہونچکر شکایت کی، حضور نے فرمایا کہیں تم نے ان لوگوں کو

ناراض تو نہیں کیا؟ اگر ان کو ناراض کیا تو خدا کو ناراض کیا۔
اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فوراً جا کر ان سے معافی چاہی۔

ایک بڑے نامی اور آبرو دار گھرانے کی عورت ایک دفعہ چوری میں پکڑی گئی حضرت اسامہؓ بن زیدؓ جو حضور کے بڑے چہیتے تھے لوگوں کی خواہش پر سرکارؐ کے دربار میں سفارش کے لئے حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا "اسامہؓ! خدا کے قوانین میں سفارش کرتے ہو؟" پھر لوگوں کو جمع کرکے فرمایا "تم سے پہلی امتیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ جب بڑے آدمی جرم کرتے تو ٹالا جاتا اور معمولی غریب آدمی جرم کی سزا پاتا۔ خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹے جاتے"۔

بدر کی لڑائی میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ حضور کے چچا حضرت عباسؓ بھی گرفتار ہو کر آئے جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے۔ قیدیوں کو فدیہ[1] لے کر چھوڑا گیا، بعض نیک دل انصار نے اس خیال سے کہ وہ آپؐ کے قریبی رشتہ دار ہیں عرض کی یا رسول اللہ! اجازت ہو کہ ہم اپنے بھانجے (عباسؓ) کا فدیہ معاف کردیں، آپ نے فرمایا نہیں، ایک درہم بھی معاف نہ کرو۔

جب ہمارے سرکارؐ مجمع میں بیٹھے ہوتے تو جو چیز آتی دہنی طرف سے بانٹتے جاتے اس طرف کوئی بھی ہو۔

---

[1] کافر مسلمانوں سے شکست کھا کر (ہار کر) جو قید ہو جاتے وہ ایک رقم ادا کر کے چھوٹ جاتے تھے اسی رقم کو فدیہ کہتے ہیں

ایک دفعہ حضرت انسؓ کے مکان پر آپؐ نے پینے کے
لیے پانی مانگا۔ اُنھوں نے دودھ حاضر کیا۔ لوگ اس طرح بیٹھے
تھے کہ حضورؐ کے دہنی طرف ایک بدو بیٹھا تھا، آپؐ کے سامنے
حضرت عمرؓ اور بائیں جانب حضرت ابوبکرؓ تھے۔ آپؐ کے دودھ
پی چکنے کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ
کیا کہ باقی ان کو عنایت ہو لیکن آپؐ نے فرمایا پہلے دہنی طرف
والے کا حق ہے اور بچا ہوا دودھ اسی بدو کو عنایت فرمایا۔

ایک دفعہ سفر میں کھانا پکانا پڑا۔ سب صحابہؓ نے ایک
ایک کام بانٹ لیا۔ جنگل سے لکڑی لانے کا کام حضورؐ نے لیا
صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بھی ہم حضورؐ کے غلام کر لیں
گے لیکن آپ نے فرمایا ہاں سچ ہے مگر مجھے پسند نہیں کہ خود کو تم
سے بڑا جانوں۔ خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ساتھیوں
میں خود کو بڑا گنتا ہے۔

مدینہ میں مسجد نبوی بننے لگی تو تمھیں یاد ہوگا حضورؐ اور
سب لوگوں کے ساتھ برابر ہر طرح کا کام کرتے۔ ایک لڑائی میں
خندق کھودی گئی تو اس میں بھی آپ ایک ادنیٰ مزدور کی طرح
کام کرتے یہاں تک بدن پر مٹی اور خاک کی تہ جم جم جاتی۔

غرض ہمیشہ آپؐ کا یہ معمول تھا اور یہی تعلیم تھی کہ خدا کے
بندے سب برابر ہیں اور مسلمان ہر چھوٹا بڑا آپس میں

بھائی بھائی ہیں، اسی سے تو ہمارے قومی شاعر ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

ہو کر صف بستہ زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز[1]

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جس کے جیسے اعمال ہوں گے ویسا ہی اس کو پھل ملے گا۔ اور خدا کے ہاں وہ اسی کے بموجب جگہ پائے گا اسلام میں نہ کوئی بڑا ہے اور نہ چھوٹا بلکہ سب برابر اور آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔

شرم و حیا حضورؐ بن بیاہی لڑکیوں سے زیادہ شرمیلے تھے، ہر بات سے شرم و حیا پائی جاتی تھی کبھی کسی سے بد زبانی نہیں فرمائی، بازاروں میں سے چپ چاپ گزر جاتے، مسکراہٹ کے سوا آپ کبھی قہقہہ کے ساتھ نہیں ہنسے۔

محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو لحاظ سے فرماتے تو کچھ نہیں لیکن چہرے کے اثر سے لوگ سمجھ جاتے کہ یہ بات حضورؐ کو پسند نہیں آئی۔

---

[1] یہ گویا نماز باجماعت کی تصویر ہے جس میں شاہ و گدا ایک دوسرے سے مل کر اور بازو سے بازو کندھے سے کندھا جوڑ کر برابر ایک قطار (صف) میں کھڑے ہوتے ہیں، محمود ایک مشہور بادشاہ کا نام ہے، ایاز اس کا غلام تھا۔

اپنے ہاتھ سے اپنا کام گھر کا کام کاج خود کرتے، کپڑوں میں پیوند لگا لیتے، گھر میں جھاڑو خود دے لیتے، دودھ دوہ لیتے، بازار سے سودا سلف خود لاتے، پھٹی جوتی خود گانٹھ لیتے، اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے اور اُس کو چارہ ڈال دیتے غلام کے ساتھ مل کر آٹا گوندھ لیتے وغیرہ وغیرہ۔

ایک دفعہ دو صحابیؓ حاضر ہوئے تو آپؐ خود اپنے ہاتھوں مکان کی مرمت کر رہے تھے، وہ دونوں بھی دیکھ کر شریک ہوئے کام جب ختم ہو گیا تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔

دوسروں کے کام کر دینا ہمارے سرکارؐ اپنے بن بھی ہر کسی کا کام کرنے کو ہر وقت تیار رہتے لونڈی غلام، رانڈوں، بے کسوں اور مسکینوں کے لئے بازار سے سودا لا دیتے ایک دفعہ آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے کہ ایک بدو آیا اور آپؐ کا دامن پکڑ کر بولا، میرا ذرا سا کام رہ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤں پہلے اسے کر دو، آپؐ اس کے ساتھ فوراً مسجد سے باہر نکل آئے اور اس کا کام ختم کر کے نماز ادا کی۔

ہمت استقلال اور بہادری پیارے بچو! تم پڑھ آئے ہو، کوئی تیرہ برس تک آپؐ کو لوگوں نے بے حد پریشان کیا اور آپؐ کے خدائی کاموں میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالیں لیکن آپؐ کبھی نا امید نہیں ہوئے بلکہ برابر ہمت سے کام میں لگے رہے، اسی

تو جب حضورؐ ایک لاکھ اپنے جان نثاروں کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے تو ساری دنیا میں اسلام جیسا آپ کا سچا دین پھیل چکا تھا۔

جنگ اُحد میں صحابہؓ سے مشورہ کیا تو سب نے حملہ کی رائے دی لیکن جب آپ زرہ پہن کر تیار ہو گئے تو رُک جانے کی رائے ہوئی۔ اب حضورؐ نے فرمایا پیغمبر کو زیبا نہیں کہ زرہ پہن کر اُتار دے۔

ایک دفعہ مدینہ میں شور مچا کہ دشمن آ گئے، لوگ مقابلہ کو تیار ہوئے لیکن سب سے پہلے حضورؐ ہی آگے بڑھ کر باہر نکلے جلدی میں گھوڑے پر زین بھی نہیں کسا بلکہ ننگی پیٹھ پر سوار ہو لئے اور سارے میں گھوم پھر کے واپس ہوئے اور سب کو اطمینان دلایا کہ کوئی ڈر نہیں ہے

وعدہ کی وفا صلح حدیبیہ میں جو تیسری شرطے پائی تھی وہ مسلمانوں کے حق میں بہت سخت تھی اور سراسر بے انصافی لیکن حضور کو اس کی پابندی کا پورا پاس تھا یہاں تک کہ عین اسی وقت دو مسلمان مکہ کی قید سے بھاگ کر آئے فریاد کی دہائی دی، سب مسلمان اُن بے گناہوں کی تکلیف سے تڑپ گئے خود حضورؐ کو بھی سخت دُکھ تھا لیکن آپ نے انھیں اطمینان دلاتے ہوئے فرمایا کہ صبر کرو لیکن بدعہدی نہیں کی جا سکتی۔

اسی قسم کے اور بھی بے شمار واقعات ہیں۔

دوسرے مذہب والوں سے برتاؤ ایک دفعہ راہ میں کسی یہودی کا جنازہ گذرا تو آپؐ کھڑے ہوگئے ایک دفعہ کچھ یہودی آئے اور شرارت سے السلام علیکم کی جگہ السام علیکم (یعنی تم پر موت) کہا حضرت عائشہؓ نے غصے میں ان کو بھی سخت جواب دیا لیکن آپ نے روکا اور فرمایا "عائشہ! بدزبان نہ ہو، نرمی کرو۔ اللہ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے"

ایک دفعہ عیسائیوں کے کچھ لوگ کسی ضرورت سے آئے تو آپؐ نے ان کی مہمان داری کی مسجد نبوی میں ٹھیرایا یہاں تک کہ ان کو انھیں کے طریقہ پر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی، مسلمانوں کو معلوم نہ تھا انھوں نے روکنا چاہا تو آپ نے منع فرمایا۔

دشمنوں کے لئے دعا کرنا | وہ قریش جنھوں نے حضورؐ کو برابر تین برس شعب ابی طالب میں قید رکھا اور اناج کا ایک دانہ ان تک نہ پہونچنے دیا لیکن جب مکہ میں ایسا زبردست کال پڑا کہ لوگ ہڈیاں اور مردار کھانے لگے اور گھبرائے ہوئے ہمارے سرکار کے پاس پہونچے اور عرض کی محمدؐ تمہاری قوم مر رہی ہے اپنے خدا سے دعا کرو، آپ نے فوراً دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کو ٹالا، لوگوں کی جانیں بچیں۔

جنگ احد میں دشمنوں نے آپ پر پتھر پھینکے تیر برسائے تلواریں چلائیں حضور کے دانتوں کو شہید کیا چہرہ پاک پر خون بہہ آیا لیکن اس پر بھی ہمارے پیارے سرکار اور سچے نبی رحمۃ اللعالمین نے دعا کی کہ:—

"خدایا ان کو ہدایت فرما یہ جانتے نہیں (نادان ہیں)"

صبر و تحمل مصیبتوں کو خوشی خوشی برداشت کرنے اور انتہائی تکلیفوں کو جھیلنے میں کوئی دوسرا نبی تک نہیں تو اور معمولی آدمیوں میں بھلا کون ہو سکتا ہے اور ہزاروں باتوں کو جانے دو صرف طائف کے حالات کو یاد کرو جنہیں پڑھ کے پتھر سا دل بھی موم ہو جاتا ہے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو گرنے لگتے ہیں لیکن حضور اس پر بھی صبر سے کام لیتے ہیں اور فرماتے خدایا مجھ پر تیرا غضب نہیں تو مجھے اس ظلم کی کچھ پروا نہیں مجھے تو تیری رضا مندی اور خوشی درکار ہے۔ ہمارے سرکار خون میں تربتر تھے اور تکلیف کی شدت سے بے ہوش لیکن اس پر بھی فرمایا" میں ان لوگوں کی تباہی نہیں چاہتا۔ یہ ایمان نہیں لائے تو کیا ہوا پھر ان کی اولاد تو ضرور راہ پر آجائے گی اللہ اکبر! سوچنے کی بات ہے آج کل ہم لوگ جو ذرا سی کسی مشکل میں ہوتے ہیں تو خدا کو بھول کر اپنی ناسمجھی میں کیسے کیسے برے بول منہ سے نکال بیٹھتے ہیں اور کچھ پروا نہیں کرتے کہ ہم یہ کیا کر رہے ہیں

غلاموں پر شفقت غلاموں کو لفظ غلام سن کر اپنی توہین معلوم ہوتی تھی اور ان کا دل دکھتا تھا، حضورؐ کو ان بے کسوں کی یہ تکلیف گوارا نہ تھی آپؐ نے فرمایا "کوئی میرا غلام یا میری لونڈی نہ کہے بلکہ "میرا بچہ" یا "میری بچی" کہے ہمارے سرکار کو غلاموں کے ساتھ اتنی محبت تھی اور ان کا اتنا خیال تھا کہ خاص وفات کی بیماری میں سب سے آخری وصیت اور نصیحت کے ساتھ یہ بھی فرمائی کہ "غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرا کرنا"۔

ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں غلاموں کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ حضورؐ دو بار تو چپ رہے تیسری مرتبہ فرمایا ہر روز ستر بار معاف کیا کرو۔

عیادت اور غم خواری عیادت کہتے ہیں بیمار کو جا کر دیکھنا، اور حال پوچھنا۔ بیماروں کو دیکھنے آپ تشریف لے جاتے اور دعا فرماتے، کسی کی بیماری کا پتہ بعد میں لگتا تو آپ کو افسوس ہوتا کہ عیادت نہ ہو سکی۔

ایک دفعہ حضرت سعدؓ بن عبادہ بیمار پڑے، آپ مزاج پوچھنے تشریف لے گئے، ان کی حالت دیکھ کر آپ کا جی بھر آیا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یہ کیفیت دیکھ کر اور سب لوگ بھی رو پڑے۔

عیادت کے وقت مریض کے قریب بیٹھ جاتے، اُسے تسلی دلاسا دیتے، پوچھنے پر وہ کوئی چیز مانگتا اور وہ چیز اس کے لئے مضر بھی نہ ہوتی تو اسے لا دیتے تھے۔

علاج بیماری میں حضور نے دوا استعمال کی ہے۔ دوسروں کو بھی علاج کے لئے فرماتے کہ "خدا کے بندو! دوا دارو کیا کرو کیوں کہ خدا نے ہر مرض کی دوا اور اس میں شفا مقرر کی ہے۔

جنازہ جاتا ہوتا تو آپ کھڑے ہو جاتے، آپ نے فرمایا کہ جنازہ جاتا ہو تو یا اس کے ساتھ جاؤ" نہیں تو کھڑے ہی ہو جاؤ اور اس کے گذر جانے تک کھڑے رہو۔

اولاد سے محبت حضرت فاطمہؓ جب حضور کی خدمت میں تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے، پیار کرتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے کسی کو اپنے متعلقین سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی کہ آپ کرتے تھے۔

آپ کے داماد حضرت زینب کے شوہر بدر کی لڑائی میں قید ہوئے جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے، فدیہ ادا نہ کر سکے تو گھر کہلا بھیجا، حضرت زینب کے پاس بھی کچھ رکھا تھا۔ لیکن وہ جنتی بی بی اپنے شوہر کی مصیبت نہ برداشت

کر سکیں اور شوہر کی وفاداری کے اس جوش میں جس کی تعلیم
خود ہمارے سرکار نے فرمائی ہے، انہوں نے اپنے گلے کا وہ
ہار بیچ دیا جو حضرت خدیجہؓ بی بی نے انھیں جہیز میں دیا
تھا۔ حضور نے دیکھا تو بے تاب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو
نکل پڑے۔ صحابہؓ سے فرمایا اگر تمھاری مرضی ہو تو یہ ہار زینبؓ
کو بھیج دو۔ سب نے سر آنکھوں سے منظور کیا۔

عرب کے ایک رئیس اقرع ابن حابس حاضر ہوئے تو ہمارے
سرکار حضرت امام حسنؓ کا منہ چوم رہے تھے۔ وہ رئیس کہنے
لگا میرے دس بچے ہیں، میں نے کبھی کسی کو پیار نہیں کیا۔ حضور
نے فرمایا جو اوروں پر رحم نہیں کرتا (اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا
یعنی خدا اس پر رحم نہیں کرتا)۔

اکثر امام حسنؓ کو گود میں لیتے اور ان کے منہ میں منہ
ڈالتے اور فرماتے خدایا میں اس کو چاہتا ہوں، اس کو بھی
چاہتا ہوں جو اس کو چاہے۔

دوسرے عام بچوں پر شفقت ہمارے سرکار اور بچوں پر
بھی بے حد مہربان تھے، اور ان سے محبت کرتے تھے۔ آپ کا
معمول تھا کہ سفر سے واپسی پر راہ میں جو بچے ملتے اپنے ساتھ
سواری پر آگے پیچھے انھیں بٹھا لیتے۔ راستے میں انھیں
کو خود سلام کرتے، ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور گود میں اٹھا لیتے۔

ایک دفعہ کہیں سے کپڑے آئے، اُن میں ایک بلّو دار
چادر بھی تھی آپ نے پوچھا کسے دوں آخر اُمِّ خالد کو بلوایا،
انھیں اڑھا کر دو دفعہ فرمایا پہننا اور پُرانی کرنا، اور اس میں
بنے ہوئے بوٹوں کو دکھا دکھا کر فرماتے تھے کہ دیکھو یہ سنا[1] ہے

ماں بچے کی محبت سے آپ پر بڑا اثر ہوتا تھا، ایک دفعہ
بہت ہی غریب کوئی عورت حضرت عائشہؓ کے پاس اپنی دو چھوٹی چھوٹی لڑکیوں
کے ساتھ آئی حضرت عائشہ کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا ایک کھجور پڑی
تھی وہی دے دی اس نے کھجور کے دو حصے کر دونوں بچیوں میں بانٹ دی
حضور کو جب یہ معلوم ہوا تو فرمایا جس کو خدا اولاد کی محبت میں ڈالے
اور ان کا حق ادا کرے وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا۔

ہمارے سرکارؐ فرمایا کرتے ہیں نماز شروع کرتا ہوں
اور ارادہ کرتا ہوں کہ دیر میں ختم کروں، لیکن اچانک صف
سے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے اس لئے نماز مختصر
کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوتی ہوگی۔ معمول تھا
فصل کا میوہ نیا نیا آتا تو اس وقت جو سب سے زیادہ کم عمر
بچہ ہوتا پہلے اس کو دیتے۔

ایک دفعہ آپ بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدّو

---

[1] سنا ایک بوٹی کا بھی نام ہے اور سنا کے معنی ہیں اچھا یا اچھی۔

اور بولا تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو میرے دس بچے ہیں اب تک میں نے کسی کو پیار نہیں کیا، حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ اگر تمہارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کروں۔

حضرت بی بی عائشہؓ بہت چھوٹی عمر میں بیاہ کر حضورؐ کے نکاح میں آئی تھیں ایسی کہ محلہ کی لڑکیوں کے ساتھ کھیلا کرتیں آپ جب گھر میں آتے تو وہ لڑکیاں آپؐ کے لحاظ سے ادھر ادھر چھپ جاتیں لیکن ہمارے سرکار انھیں تسکین دیتے اور کھیلنے کو فرماتے۔

ورزش کی تعلیم ہمارے سرکار لوگوں کو مردانہ ورزشوں کا شوق دلاتے۔ رکانہ ایک مشہور اور نامی پہلوان تھا، وہ کہا کرتا کہ آپ مجھے پچھاڑ دیں تو مسلمان ہو جاؤں حضور نے اسے تین بار پچھاڑا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ تیر کمان چلانے کو فرمایا کرتے کہ تیر چلایا کرو، تمہارے باپ اسمٰعیل بڑے تیر انداز تھے۔ اسی طرح گھوڑ دوڑ بھی حضور کے حکم سے کرائی جاتی تھی۔

عادات

چال چال بہت تیز تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ڈھالو زمین پر اتر رہے ہیں۔

میٹھے بچن ہمارے سرکار کی زبان یعنی بات چیت بڑی پیاری

نرم اور میٹھی بھی، بہت ٹھہر ٹھہر کر بولتے تھے، ایسے کہ کوئی چاہتا تو لکھ لیتا۔

کھانا پینا کھانے کے لئے کوئی ٹھیک نہ تھا جیسا بھی مل جاتا خوشی خوشی کھا لیتے لیکن سرکہ، شہد، حلوا، زیتون کا تیل، لوکی آپ کو بہت پسند تھے ٹھنڈا پانی آپ کو بہت پیارا تھا، دودھ کبھی خالی اور کبھی پانی ملا کر پیتے، کبھی کشمش، کھجور، انگور کو پانی میں بھگو دیا جاتا کچھ دیر کے بعد اسے پی لیتے۔

دسترخوان پر جو کھانا آتا اگر کوئی چیز پسند نہ ہوتی تو اس میں ہاتھ نہ ڈالتے پر اس کو برا بھی نہ کہتے اور جو سالن حضور کے سامنے ہوتا اسی میں ہاتھ ڈالتے، ادھر ادھر ہاتھ نہ بڑھاتے، اور اس بات سے اوروں کو بھی منع کرتے، ہمارے سرکارؐ کھانے پینے کی کوئی چیز اکیلے اکیلے نہ کھاتے بلکہ سب کو شریک کر لیتے تھے، ایک دفعہ آپؐ نے ایک بکری خریدی، ذبح (حلال) ہوئی، اور کلیجی کے کباب بنے اس موقع پر ۱۳۰ صحابہؓ ساتھ تھے سب کو بانٹے اور ان میں سے جو موجود نہ تھے ان کا حصہ الگ سنبھال کے رکھ چھوڑا۔

لباس ہمارے سرکار کے پہناوے کا بھی کچھ ٹھیک نہ تھا لیکن زیادہ تر قمیص (کرتا) تہبند اور چادر استعمال کی ہے شان و شوکت اور تکلف سے نفرت تھی لیکن کبھی کبھی قیمتی کپڑے بھی حضورؐ

پہن لیتے تھے۔

رنگوں میں آپ کو پیلا رنگ بہت پسند تھا اور سفید رنگ کے لیے تو فرماتے کہ یہ رنگ سب رنگوں میں اچھا ہے، لیکن لال رنگ بے حد ناپسند تھا یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک شخص لال کپڑے پہنے آیا تو آپؐ نے سوال کا جواب تک نہیں دیا۔

خوش بُو اور پاکیزگی خوش بو یعنے عطر وغیرہ بہت ہی پسند فرماتے تھے، اس زمانے میں ایک عطر ہوتا تھا وہ ہمیشہ لگاتے طبیعت میں پاکیزگی اتنی تھی کہ ایک آدمی کو میلے کپڑے پہنے دیکھکر فرمایا اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ کپڑے دھولیا کرے۔

ایک آدمی میلے کچیلے کپڑے پہنے آیا۔ آپ نے پوچھا کیہ مقدور ہے؟ بولا ہاں، آپ نے فرمایا خدا نے نعمت دی ہے تو اس کا اظہار بھی ہونا چاہئیے۔

ایک دن لوگ مسجد نبوی میں اکٹھے ہوئے، ہر طرح کے لوگ تھے کاروباری بھی تھے جو میلے کچیلے بدبودار کپڑوں میں تھے پسینہ کی بو ساری مسجد میں پھیل گئی، آپؐ نے فرمایا نہا کر آتے تو اچھا ہوتا۔ اسی دن سے جمعہ کا غسل اسلامی حکم بن گیا۔

بودار چیزوں، پیاز، لہسن اور مولی سے نفرت تھی بڑی تاکید فرمائی کہ یہ چیزیں کھا کر مسجد میں نہ آیا جائے۔

ایک دفعہ مسجد میں دیواروں پر تھوک وغیرہ کے دھبے

نظر آئے سرکارؐ کے ہاتھ میں کھجور کی لکڑی تھی اس سے کھرچ کر اسے صاف کیا اور لوگوں سے بہت غصے کے ساتھ فرمایا کہ تم پسند کرتے ہو کہ کوئی تمہارے منہ پر تھوک دے۔

اچھے سرکارؐ کے اچھے بول

پیارے بچو! تمہیں تو معلوم ہے تم یہ پڑھ آئے ہو کہ ہمارے سرکار جو کچھ فرماتے ان کے سچے خادم اور خدا کے پاک بندے جنہیں صحابہؓ کہتے ہیں یاد کر لیتے اور حضورؐ کی ان باتوں ہی کو حدیثیں کہتے ہیں۔ قرآن کے بعد حدیث کا درجہ ہے۔ حدیث شریف کو تم اپنی زبان میں اچھے بول کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ حدیثوں میں نری اچھائیاں ہی اچھائیاں ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے مسلمان کے لئے دین دنیا کے ہر کام میں قرآن پاک اور حدیث شریف وہ زبردست نعمتیں ہیں جن کے ہوتے ہوئے پھر کسی تیسری چیز کی ضرورت ہی نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ پہلے ان کے سمجھنے اور پڑھنے کے لائق بھی بن جانا چاہئے اب تو قرآن اور حدیث دونوں کے اچھے اچھے اردو ترجمے ملتے ہیں، اگر کوئی اصل عربی نہ سمجھ سکے تو چاہئے ترجمہ بھی ساتھ ساتھ پڑھا کرے۔

اچھا تو اب ہم حضور کی بعض ضروری اور خاص خاص

حدیثیں (باتیں) یہاں لکھتے ہیں، خدا کرے ہمیں تمھیں سب کو اللہ میاں ان پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کیا اچھا ہو جو یہ سب بچن زبانی یاد کر لئے جائیں، پیارے بچو! ذرا یہ بھی دیکھنا چھوٹے چھوٹے لفظوں میں حضورؐ کتنی اور کیسی کیسی زبردست باتیں بتاتے ہیں، اصل بات یہ ہے، یہ بھی حضورؐ کے نبی او[illegible] پہچان ہے، نہیں تو بھلا کوئی اور ان پڑھ اس خوب صورتی کے ساتھ ایسے نپے تلے اور بندھے ٹکے بول ادا کر سکتا ہے؟ یا ایسی "باون تولے پاؤ رتی" باتیں کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہمارے سرکار ظاہر میں پڑھے لکھے نہ تھے پر آپ نے وہ کام کئے اور وہ باتیں دنیا کو سکھائیں کہ آج بڑے بڑے عالم فاضل، انھیں پڑھ پڑھ کے سر دھنتے ہیں اس موقع پر ہمیں اردو کے سب سے بڑے اور شروع زمانے کے مشہور شاعر حضرت میر محمد تقی میر کا ایک شعر یاد آگیا وہ کہتے ہیں ؎

باتیں (نبی) کی یاد رہیں پھر باتیں ایسی نہ سنئے گا
پڑھتے کسی کو سنئے گا تو دیر تلک سر دھنئے گا

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[1]

خدا ان پر درود و سلام بھیجے رسول اللہ نے فرمایا

---

[1] یہ عبارت آگے ہر حدیث کے شروع میں نہ لکھی جائے گی بلکہ خود ہی پڑھ لینی چاہیے۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

مسلمانو! تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک ٹھیک نہیں ہوتا جب تک وہ دوسروں کے لئے بھی وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے

خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ۔

دو عادتیں مومن میں اکٹھی نہیں ہوتیں (۱) ایک کنجوسی (۲) دوسری، بدمزاجی۔

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ

جو آدمیوں کا احسان نہیں مانتا وہ گویا اللہ کی ناشکری کرتا ہے۔

مَن لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ

جو آدمیوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہیں کرتا

دُمْ عَلَی الطَّهَارَةِ يُوَسَّعُ عَلَيْكَ الرِّزْقُ۔

ہمیشہ پاک و صاف رہو اس سے رزق زیادہ ہوگا۔

اَلْعِدَةُ دَيْنٌ

وعدہ ایک قرض ہے جس کا پورا کرنا ضروری ہے

اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ

مجلس کی باتیں امانت ہیں (یعنی دوسری جگہ ان کا ذکر نہ کرنا چاہئے۔

اَلدَّيْنُ شَيْنُ الدِّيْنِ

قرض دین کے چہرہ پر ایک داغ ہے

اَلْقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنْفَدُ

قناعت ایسا مال ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

اَلصُّبْحَةُ تَمْنَعُ الرِّزْقَ

دن چڑھے تک سونا روزی کا دشمن ہے

آفَةُ السَّمَاحِ الْمَنُّ

احسان جتانے سے سخاوت کی قدر جاتی رہتی ہے

اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ

دوسروں کو دیکھ کر نصیحت پکڑنا عین سعادت مندی ہے

كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا

موت سے بڑھ کر کوئی واعظ نہیں۔

خَيْرُ النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ — سب سے اچھا آدمی وہی ہے جس سے سب سے زیادہ فائدہ پہنچے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ السَّهْلَ الطَّلْقَ — اللہ نرم دل اور منس مکھ آدمی سے بہت محبت کرتا ہے۔

تَهَادَوْا تَحَابُّوْا — ایک دوسرے کو تحفہ دو اس سے محبت بڑھتی ہے۔

اُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ — کوئی حاجت ہو تو اچھی صورت والوں کے پاس جاؤ۔

زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا — ایک دن بیچ کرکے ملا کرو محبت بڑھے گی۔ اور قائم رہے گی۔

طُوْبٰى لِمَنْ شَغَلَهٗ عَيْبُهٗ عَنْ عُيُوْبِ النَّاسِ۔ — اس آدمی کا کیا کہنا جو اپنے عیب کے آگے دوسرے کا عیب نہیں دیکھتا۔

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ — بے معنی فضول باتوں سے بچنا ایمان کی اچھائی ہے۔

لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِىْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ — زبردست وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ زبردست تو بس وہی ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

اَلْعِلْمُ لَا يَحِلُّ مَنْعُهٗ — علم حاصل کرنے میں کوتاہی حرام ہے۔

اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ — اچھی بات خیرات کے برابر ہے۔

كَثْرَةُ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ — زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے۔

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ — ماؤں کے پاؤں تلے جنت ہے۔

اَلْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ — زیادہ بولنا بڑی آفت ہے۔

لَا يَشْبَعُ الْمُؤْمِنُ دُوْنَ جَارِهٖ — مومن اسے پسند نہیں کرتا کہ خود تو پیٹ بھرے اور اس کا پڑوسی فاقہ کرے۔

مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ كَانَ	جو اپنے بھائی کی ضرورت میں کام آتا ہے اللہ
اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ	اس کی ضرورت میں کام آتا ہے۔
مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ	جو بھلائی کا رستہ دکھاتا ہے اس نے
أَجْرِ فَاعِلِهِ	گویا خود بھلائی کی۔
سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا	اللہ کا نام لے کر دائیں ہاتھ سے کھاؤ
يَلِيْكَ	اور وہی کھاؤ جو تمہارے قریب ہو۔
اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ	روزہ ایک ڈھال ہے۔ (گناہوں کی)
إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى صُوَرِكُمْ وَ	اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں
أَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ	دیکھتا بلکہ تمہارے کام اور دلوں پر نگاہ
وَأَعْمَالِكُمْ	رکھتا ہے۔
اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	دنیا میں ظلم آخرت میں اندھیرا۔
مَنْ فَرَّجَ عَنْ أَخِيْهِ كُرْبَةً مِنْ	جو دنیا میں کسی کی تکلیف دور کردے اللہ قیامت
كُرَبِ الدُّنْيَا فَرَّجَ اللّٰهُ كُرْبَةً	میں اس کی تکلیف دور کرے گا۔
مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	
إِنْ كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى اثْنَانِ	اگر ایک جگہ تین آدمی ہوں تو یہ ٹھیک نہیں کہ
دُوْنَ وَاحِدٍ	ایک کو چھوڑ کر دو آدمی مل کر کانا پھوسی کرنے لگیں
مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ	جو چھوٹوں سے محبت نہ کرے اور بڑوں کا ادب
يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔	وہ ہم سے (مسلمان) نہیں ہے۔
إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ	جھگڑالو آدمی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ

اَلَا لَدُّ الْخَصِمُ — قابلِ نفرت ہے۔

مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شِبْرًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ۔ — جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین بھی ناحق لے گا وہ قیامت کے دن سات تہہ دھسا دیا جائیگا

اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا — لوگوں کی سفارش کر دیا کرو اللہ تمھیں اس کا اچھا بدلہ دے گا۔

مَنْ صَلّٰى عَلَىَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا

جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا تو اللہ اس پر دس بار رحمت بھیجے گا۔

تو پیارے بچو! آؤ چلتے چلتے ہم تم سب ایک بار سچے دل سے حضور پر درود و سلام بھیجیں اور پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اچھّا گیت

پیارے بچو! آؤ اب ہم تمھیں ایک بڑے مزے کی اور بڑی ہی اچھی نظم سنائیں جس میں بڑی خوب صورتی سے کم و بیش وہ سب حالات آگئے ہیں جو تم پیچھے نثر میں پڑھ آئے ہو۔

یہ نظم ہمارے قومی شاعر خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم نے لکھی تھی اور سچ بات یہ ہے، ہمارے سرکارؐ کی شان میں اس سے اچھی

نظم اردو میں کسی نے نہیں لکھی۔

اللہ بخشے خواجہ صاحب بڑے اچھے شاعر اور بہت ہی نیک آدمی تھے وہ چھوٹے بڑے ہر کسی سے بڑی مہربانی سے ملتے تھے وہ ہر کسی کا کام جو اُن کے بس میں ہوتا بڑی خوشی سے کر دیا کرتے چاہے اس میں انھیں کچھ تکلیف ہی ہوتی۔

دہلی سے قریب قصبہ پانی پت کے رہنے والے تھے، انہوں نے بہت سی اچھی اچھی کتابیں لکھی ہیں جن میں "مسدس حالی" بہت مشہور ہے، جس میں بڑی پیاری زبان اور دل پر اثر کرنے والے انداز میں مسلمانوں کی ابتداء سے لے کر اب تک کی حالات کی تصویر سی کھینچ دی ہے۔ یہ نظم اسی مسدس کا ایک ٹکڑا ہے۔

خواجہ صاحب نے ۷۷ برس کی عمر میں ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء کو دنیا سے کوچ کر کے جنت میں اپنا گھر بنایا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

لو سنو وہ نظم یہ ہے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانیوالا[1] مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

تاکید استاد صاحب ضروری تشریح بھی کر دیں اور اچھی طرح سمجھا دیں۔

[1] یہاں قرآن مجید کی آیۃ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ کی طرف اشارہ

فقیروں کا ملجا[1] ضعیفوں کا ماویٰ — یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
خطا کار سے درگزر کرنے والا — بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا — قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا — اور اک نسخۂ کیمیا[2] ساتھ لایا
مس خام کو جس نے کندن[3] بنایا — کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا — پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا[4]
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا — ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا
پڑی کان میں دھات تھی اک نکمی — نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جس کی
طبیعت میں جو اس کے جوہر تھے اصلی — ہوئے سب تھے مل کر وہ مٹی میں مٹی
یہ تھا ثبت علم قضا و قدر میں — کہ بن جائے گی وہ طلا اک نظر میں
وہ فخر عرب زیب محراب و منبر — تمام اہل مکہ کو ہمراہ لے کر
گیا ایک دن حسب فرمان داور — سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا[5] پر

---

۱ ملجا یعنی جائے پناہ، ماویٰ یعنی ٹھکانا۔ والی یعنی مالک، مولیٰ یعنی والی

۲ یہ استعارہ ہے قرآن مجید کی طرف۔

۳ یعنی گمراہی اور ضلالت خدا پرستی سے تبدیل ہو گئی۔

۴ کایا لفظ اردو میں بمعنی ماہیت کے مستعمل ہوتا ہے۔

۵ صفا اور مروہ مکہ میں دو پہاڑ ہیں جن کے بیچ میں حاجیوں کو سات بار پے در پے دوڑنے کا حکم ہے حضرت اسمٰعیل کی والدہ ماجدہ ہاجرہ پر یہاں سخت حالت گذری تھی وہ قلق اور اضطراب میں اس مقام پر سرگشتہ و پریشان دوڑتی پھرتی تھیں اسی بنا پر مسلمانوں کو یہاں دوڑنے کا حکم ہوا۔

یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب — سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب
کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا — کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا — تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا
کہ فوج گراں پشت کوہ صفا پر — پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر
کہا تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر مری بات یہ دل نشیں ہے — تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا — ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی — عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی — اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے — کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے
سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا — حقیقت کا گر ان کو اک اک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا — بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر — وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر

۱؎ قریش کے اکثر قبائل خصوصاً بنی ہاشم اور بنی امیہ غالب کی اولاد ہیں۔ غالب رسول خدا کے دادا کا نام ہے جو کہ عدنان سے گیارہ پشت نیچے ہیں۔

۲؎ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ سبب ان کی نیکی سچائی اور دیانت کے ا سے امیں کا لقب حاصل ہو گیا تھا اور آپ کو بعثت سے پہلے سب لوگ محمد الامین کہہ کر پکارتے تھے۔

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیماں[1] | بھلائے تھی بندوں نے مالک کے فرماں
زمانہ میں تھا دورِ صہبائے بطلاں[2] | مئے حق سے محرم نہ تھی بزمِ دوراں
اچھوتا[3] تھا توحید کا جام اب تک | خمِ معرفت کا تھا منہ خام اب تک
نہ واقف تھے انسان قضا[4] اور جزا سے | نہ آگاہ تھے مبدا و منتہا سے
لگائی تھی ایک اک نے لو ما سوا[5] سے | پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا | یہ راعی[6] نے للکار کر جب پکارا
کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق | زبان اور دل کی شہادت کے لائق[7]
اسی کے ہیں فرمان اطاعت کے لائق | اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ | جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم | اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم

---

[1] اس عہد و پیماں سے مراد پیمانِ الست ہے جس کا اشارہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہے کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوا بلیٰ

[2] یعنی ضلالت و گمراہی کا دور دورہ تھا۔

[3] اچھوتا اسے کہتے ہیں جس کو کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہو اور کسی نے استعمال نہ کیا ہو۔ یہاں یہ مقصود ہے کہ جس توحید کی اسلام نے تعلیم دی وہ ادیانِ سابقہ کے حصہ میں نہیں آئی۔

[4] یعنی کفارِ عرب قیامت کے منکر تھے۔

[5] صوفیہ کی اصطلاح میں ذاتِ باری کے سوا جو کچھ ہے اسکو ماسوا کہتے ہیں اور اس مصرع میں طنزاً معشوقِ مجازی مراد لی گئی ہے۔ [6] راعی چرواہا۔ ریوڑ کا رکھوالا۔ اس لفظ کا اطلاق صحف آسمانی میں انبیاء علیہم السلام پر کیا گیا ہے۔

[7] توحید کی تعلیم جیسی روشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اس سے پہلے کسی نبی نے نہیں دی

اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم | اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی | نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی
خرد اور ادراک رنجور ہیں واں | مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں
جہاں دار مغلوب و مقہور ہیں واں | نبی اور صدیق[1] مجبور ہیں واں
نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں | نہ پروا ہے ابرار و احرار کی[2] واں
تم اوروں کی مانند دھوکہ نہ کھانا | کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا[3] | بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا[4]
سب انساں ہیں واں جس طرح سرفگندہ[5] | اسی طرح ہوں میں بھی ایک اس کا بندہ
بنانا نہ تربت کو میری صنم تم | نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم

---

[1] صدیق نہایت سچا۔ انبیا پر پہلے ایمان لانے والا اور اپنی تمام زندگی راستبازی سے بسر کرے۔

[2] رہبان عیسائیوں کے درویش۔ احبار۔ یہودیوں کے علما دین۔ ابرار نیک بندے۔ احرار جو سوائے خدا کے سب چیزوں سے آزاد اور بے تعلق ہوں۔

[3] یہ حدیث ذیل کا ترجمہ ہے۔ لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم فانما انا عبدہٗ فقولوا عبد اللہ ورسولہٗ۔

[4] یعنی امت مسیحیہ کی طرح تم مجھ کو بڑھا کر الوہیت کے درجے تک نہ پہونچا دینا کیونکہ اس سے دین کے مخالفوں کو طعن کا موقع ملتا ہے اور دین کی تحقیر ہوتی ہے پس انبیا کو ان کے حد سے بڑھا دینا گویا ان کے رتبہ کو دنیا کی نظر میں گھٹا دینا ہے۔

[5] جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ۔

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم　　کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی　　کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

اسی طرح دل ان کا ایک اک سے توڑا　　ہر اک قبلۂ کج سے منہ ان کا موڑا

کہیں ماسوا کا علاقہ نہ چھوڑا　　خداوند سے رشتہ بندوں کا جوڑا

کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے　　دیے سر جھکا ان کے مالک کے آگے

پتا اصل مقصود کا پا گیا جب　　نشان گنج دولت کا ہاتھ آگیا جب

محبت سے دل ان کا گرما گیا جب　　سماں ان پہ توحید کا چھا گیا جب

سکھائے معیشت کے آداب ان کو　　پڑھائے تمدن کے سب باب ان کو

جتائی انہیں وقت کی قدر و قیمت　　دلائی انھیں کام کی حرص و رغبت

کہا چھوڑ دیں گے[١] سب آخر رفاقت　　ہو فرزند و زن اس میں یا مال و دولت

نہ چھوڑے گا پر ساتھ ہرگز تمہارا　　بھلائی میں جو وقت تم نے گذارا

غنیمت ہے[٢] صحت علالت سے پہلے　　فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے

جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے　　اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے

---

[١] یہ حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے یتبع المیت ثلثة فیرجع اثنان و یبقی معه واحد یتبعه اهله وماله وعمله فیرجع اهله وماله و یبقی عمله

[٢] اس بند میں حدیث شریف کا ترجمہ کیا گیا ہے اغتنم خمسا قبل خمس شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحیاتك قبل موتك۔

فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت ‏ ‏ جو کرتا ہے کر لو کہ تھوڑی ہے مہلت
یہ کہکر کیا علم پر ان کو شیدا[1] ‏ ‏ کہ ہیں دور رحمت سے سب اہلِ دنیا
مگر دھیان ہے جن کو مردم خدا کا ‏ ‏ ہے تعلیم کا یا سدا جن میں چرچا
انھیں کے لئے یہاں ہے نعمت خدا کی ‏ ‏ انھیں پر ہے وہاں جا کے رحمت خدا کی
سکھائی انھیں نوعِ انسان پہ شفقت[2] ‏ ‏ کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت ‏ ‏ شب و روز پہنچاتے ہیں اس کو راحت
وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں ‏ ‏ وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر ‏ ‏ نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گذر جائے سر پر ‏ ‏ [3] پڑے غم کا سایہ نہ اس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر ‏ ‏ [4] خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر
ڈرایا تعصب سے ان کو یہ کہکر ‏ ‏ [5] کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر ‏ ‏ وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اس کے یاور

[1] اس بند میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے الا اِنَّ الدنیا ملعونۃ ملعونٌ ما فیہ الا ذکر اللہِ وَما والاہ او عالم و متعلمٌ
[2] یہ حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے۔ احسن الیٰ جارِكَ تکن مومناً واحب للناس ما تحب لنفسكَ تکن مسلماً۔
[3] ابتدائی چار مصرعوں میں حدیث ذیل کا ترجمہ ہے لا یَرحمُ اللہ من لا یرحم النَّاس
[4] اس شعر میں حدیث ذیل کا ترجمہ ہے۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السّماء
[5] اس بند میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ لیس منا دعا الی عصبیۃ ولیس منا قاتل عصبیۃ ولیس منا مات علیٰ عصبیہ حبكَ الشئ یعمی ویصم۔

نہیں حق سے کچھ اس محبت کو بہرہ ۔ کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرا
بچایا برائی سے ان کو یہ کہکر ۔ [1] کہ طاعت سے ترک معاصی ہے بہتر
تورع کا ہی ذات میں جن کی جوہر ۔ نہ ہوں گے کبھی عابدان کے برابر
کرو ذکر اہل ورع کا جہاں تم ۔ نہ لو عابدوں کا کبھی نام وہاں تم
غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی ۔ [2] کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی
خبر تا کہ اس سے لو اپنی پرائی ۔ نہ کرنی پڑے تم کو در در گدائی
طلب سے ہے دنیا کی گر یاں یہ نیت ۔ تو چمکو گے واں ماہ کامل کی صورت
امیروں کو تنبیہ کی اس طرح پر ۔ [3] کہ ہیں تم میں جو اغنیا اور تونگر
اگر اپنے طبقہ میں ہوں سب سے بہتر ۔ بنی نوع کے ہوں مددگار و یاور

---

[1] اس بند میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے ذکر رجل عند رسول اللہ بعبادۃ واجتہاد و ذکر اخر برعۃ فقال النبی لا تعدل بالرعۃ یعنی الورع۔

[2] اس بند میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے من طلب الدنیا حلالا استعفافا عن المسئلہ وسعیا علیٰ اھلہ وتعطفا علیٰ جارہ لقی اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ وجہہ مثل القمر لیلۃ البدر۔

[3] اس بند میں حدیث ذیل کی طرف اشارہ ہے اذا کان امراؤکم خیارکم واغنیاءکم سمحاءکم وامورکم شوریٰ بینکم فظھر الارض خیر لکم من بطنھا واذا کان امراءکم شرارکم واغنیاءکم بخلاءکم وامورکم الیٰ نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظھرھا۔

نہ کرتے ہو بے مشورت کام ہرگز — اُٹھاتے نہ ہوں بے دھڑک گام ہرگز

تو مردوں سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ — زمانہ مبارک ملے جس کو ایسا

یہ جب اہل دولت ہوں اشرار دنیا — نہ ہو عیش میں جن کو اوروں کی پروا

نہیں اس زمانہ میں کچھ خیر و برکت — اقامت سے بہتر ہے اس وقت رحلت

وہ بے پھیر دل ان کے مکر و ریا سے — بھرا ان کے سینہ کو صدق و صفا سے

بچایا انھیں کذب سے افترا سے — کیا سرخ رو خلق سے اور خدا سے

رہا قول حق میں نہ کچھ باک ان کو — بس اک شوب میں کر دیا پاک ان کو

کہیں حفظ صحت کے آئیں سکھائے — سفر کے کہیں شوق ان کو دلائے

مفاد ان کو سوداگری کے سجھائے — اصول ان کو فرماندہی کے بتائے

نشاں راہ منزل کا ایک ایک دکھایا — بنی نوع کا ان کا رہبر بنایا

ہوئی ایسی عادت پہ تعلیم غالب — کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب

مناقب سے بدلے گئے سب مثالب [1] — ہوئے روح سے بہرہ ور ان کے قالب

جسے راج رد کر چکے تھے وہ پتھر [2] — ہوا جا کے آخر کو قائم سرے پر

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت — ادا کر چکی فرض اپنا رسالت

---

[1] مناقب اوصاف، مثالب برائیاں یعنی خرابیاں خوبیوں سے تبدیل ہوگئیں۔

[2] اس شعر میں اس پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہے جو انجیل متی کے باب ۱۲ میں ہے اور جس کو مسلمان نبی اسمٰعیل کے حق میں سمجھتے ہیں۔ معماروں کا پتھر کو رد کرنا گویا اس کو بیکار سمجھ کر پھینک دینا ہے۔

رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت[1] نبی نے کیا خلق سے قصدِ رحلت
اور اسلام کی وارث ایک قوم چھوڑی[2]
کہ دنیا میں جن کی مثالیں ہیں تھوڑی

---

[1] یعنے جب نبی کی تعلیم سے خدا نے اپنے بندوں کو دینِ حق سے مطلع کر دیا اور کسی کو یہ کہنے کا منصب نہ رہا کہ ہم پر خدا نے نبی نہ بھیجا۔
[2] یعنی مسلمان جنھوں نے اپنے نیک کاموں کی بدولت دشمنوں کے دل نرم کر دیے عرب سے چین تک اسلام پھیلایا اور ساری دنیا پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی خدا کرے آج بھی ہم سب مسلمان بھائی ویسے ہی خدا اور رسول کے فرماں بردار بن جائیں تو آج بھی وہ بات مل سکتی ہے۔

ناشر:۔ الیاس احمد حسن مجیبی۔ مئو۔ فرخ آبادی (مؤلف)۔

طابع:۔ اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹر چار مینار حیدرآباد دکن

بار اول جون ۱۹۲۸ء بار دوم جون ۱۹۳۰ء
۱۰۰۰ جلد ۲۰۰۰ جلد

بار سوم (حیدرآباد دکن) جون ۱۹۳۱ء

۴۰۰۰ جلد

مؤلف کی دوسری کتابیں

(۱) آخری نبی

حضرت رسول پاک کے مختصر حالات۔ پہلی اور دوسری جماعت کے طلبہ کے لئے۔

(۲) آنحضرت

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر چھوٹی سی مگر جامع کتاب ہے جسے ملک کے بہت بڑے بڑے عالموں اور ادیبوں نے بے حد پسند کیا ہے تیسری اور چوتھی جماعت کے طلبہ کے لئے۔

(۳) چار یار

آنحضرت صلعم کے چاروں خلفائے راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے نہایت پاکیزہ اور سبق آموز حالات اس کتاب کو بھی عام طور پر بہت پسند کیا گیا ہے اور ملک کے بڑے بڑے عالموں اور ادیبوں نے بچوں کے لئے خاص طور پر اس کو مفید بتلایا ہے۔

(۴) دس جنتی

حضرات عشرہ مبشرہ کے پاکیزہ، سبق اموز اور ولولہ انگیز حالات۔ بچوں میں اخلاق، جرات اور بہادری جیسی اچھی اچھی عادتیں

پیدا کرنے والی نہایت مفید کتاب۔

۵۔ سارا جہاں ہمارا

بچوں کے لئے مکمل تاریخ اسلام۔ ابتدائے اسلام سے اب تک جہاں جہاں اسلامی حکومت رہی اس کے دلچسپ مفید اور کارآمد حالات، جس کے مطالعے سے معلوم ہوگا کہ مسلمان کیا تھے اور اب کیا ہیں (زیر ترتیب)

۶۔ اقدس رسول کی باتیں

قرآن مجید اور حدیث شریف سے بچوں کے لئے چھوٹے چھوٹے اخلاقی سبق۔ ابتدائی مذہبی تعلیم کے لئے بہت مفید رسالہ۔

۷۔ چمن

یہ اردو کے مشہور اساتذہ قدیم و جدید کا دلچسپ انتخاب ہے ٹائٹل نہایت خوبصورت پنج رنگی۔ کارڈ سائز سے بھی چھوٹا سائز تہنیت عید وغیرہ میں احباب کو دینے کے لئے نہایت لطیف و حسین تحفہ

۸۔ میر

حضرت میر تقی میر رحمۃ اللہ علیہ کے ضخیم کلیات کا انتخاب شروع میں علامہ محوی صدیقی کا مقدمہ اور میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر۔

ملنے کا پتہ

عبد القادر تاجر کتب و مالک اعظم اسٹیم پریس گورنمنٹ ایجوکیشنل پرنٹر چارمینار حیدرآباد دکن